ذوالحجہ اور اس کی تقریبات

ماہنامہ
پاکستان
الحقیقہ
مجلہ
شمارہ 2۔ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ نومبر 2011ء۔ جلد 12

فضائل عشرہ ذی الحجہ واحکام قربانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں

دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مسائل دینیہ

حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ کی ادب آموزی

فتنہ قادیانیت وہماری ذمہ داریاں (اداریہ)

فہرست

حضور آئے تو لائے آدمیت کے لئے عظمت

اِدھر دنیا میں آئے سرورِ کون ومکاں ہو کر
اُدھر محشر میں اٹھیں گے شفیعِ عاصیاں ہوکر

ہوا اعلان ان کی آمد آمد کا جو دنیا میں
تو استقبال کو ابھری زمیں بھی آسماں ہو کر !

وہ لائے علم و عرفاں کے اجالے بزمِ ہستی میں
وہ آئے خلق میں خلاقِ ہستی کا نشاں ہو کر

خدا کی کیا، بشر پہچان سے اپنی بھی عاری تھا
زمیں پر تھا مگر آوارۂ کوئے بتاں ہو کر

حضور آئے تو اب دنیا میں ایمان و یقین آیا
بشر تو جی رہا تھا پیکرِ وہم و گماں ہو کر

حضور آئے تو لائے آدمیت کے لئے عظمت
کیا سیراب کشتِ بود کو ابر رواں ہو کر

بشر کے سر پہ رکھا تاج مولا کی خلافت کا
وہ جو قعرِ مذلت میں تھا بے نام و نشاں ہوکر

مکانی کو بنایا لامکانی میرے آقا نے
زمین پر ہے بشر لیکن امیرِ کارواں ہوکر

یتیموں بیکسوں کے پھر گئے دن ان کی آمد سے
ہوئی اوجھل زمیں سے کسمپرسی بھی دھواں ہو کر

خدا شاہد کوئی اب بھی وفا دار ان کا ہو دیکھے
رہے گا وہ زمین پر آسماں کا حکمراں ہو کر

سبق آتی یہ دیتی ہے حیاتِ نقشِ لاثانی
تو کر شاہی غلامِ سرورِ کون ومکاں ہو کر

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ **اداریہ**

فتنہ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں

سعید آسوی کے قلم سے

مشعلِ بزمِ وفا، چراغِ خانہ صفا، جانِ جہانِ اجتباء، سرخیل جملہ انبیاء بلکہ مظہرِ شانِ کبریا حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء خاتم الانبیاء ہیں اور یہ عقیدہ ایک مسلمان کی بنیادی پہچان ہے۔ قرآن کریم فرقانِ حمید کی ایک سو آیاتِ مبارکہ اور خود محبوبِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تقریباً دوسو دس احادیثِ مقدسہ اس بات پر شاہد ہیں۔ عہدِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لے کر آج تک متعدد بدبخت مدعیٔ نبوت بنے تاہم تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ جب بھی کسی ڈاکو نے تخت و تاجِ ختم نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا، غیور و دلیر مسلمانوں کی تلواریں بے نیام ہو کر اس کی طرف لپکیں اور اسے جہنم واصل کر کے ہی نیام میں لوٹیں۔ یوں غیرت و حمیت اور عشق و محبت کی داستانیں رقم ہوتی رہیں۔ سرزمینِ ہندوستان میں جب انگریز کے ایمان شکن دور میں کفر و الحاد کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے سر توڑ کوششیں کی جا رہی تھیں، اس ملحدانہ دور میں اسلام پر کاری ضرب لگانے کے لئے ایک جعلی نبوت کی بھیانک سازش تیار کی گئی اور اشارۂ فرنگی پر ایک ضمیر فروش اور ایمان فروش مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور محض اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے دینِ اسلام، بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مقدس شخصیات کی عزت و ناموس پر بھی رکیک حملے کئے اور اس ضمن میں مرزا قادیانی اور اس کی ناپاک ذریت نے جس دریدہ ذہنی اور غلاظتِ لسانی کا مظاہرہ کیا، اسے احاطۂ تحریر میں لانا آسان نہیں۔ ان ناپاک اور متعفن عبارتوں کو ضبطِ تحریر میں لاتے ہوئے ہاتھ لرزتا ہے، دل و دماغ جھنجھلا اٹھتے ہیں اور روح تڑپ اٹھتی ہے۔ تاہم دوسری طرف وقت کی پکار ہے کہ محبوبِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیوانوں اور پروانوں کو بتا دو کہ اس نبی رحمت کی شانِ اقدس پر مرزا قادیانی اور اس کے ٹولے کی بچھو نما زبانیں کس طرح ڈنک مار رہی ہیں۔ اور بغض و عناد کے زہر میں بجھے ہوئے ان کے زہریلے قلم دینِ اسلام پر کتنا غضب ڈھا رہے ہیں۔ لہٰذا اگرچہ دل و دماغ بوجھل ہیں، لیکن تقاضائے وقت سمجھتے ہوئے نیز اس تکلیف دہ صورتحال سے آگاہی دینے کے لئے مرزا لعین کی دل آزار اور روح فرسا تحریریں نقل کی جاتی ہیں اور وہ بھی ہر عنوان کے تحت محض چند و گرنہ بے باکیوں اور گستاخیوں کے انبار ان کی کتب و رسائل میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توہین: مرزا بکتا ہے

☆......" ورایتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی ھو"

"میں (مرزا) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۶۴ از مرزا قادیانی)

☆......خدا میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا" (الکتاب البریہ ص ۸۷، ۸۶۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۱۰۵، ۱۰۴ از مرزا قادیانی)۔ (نعوذ باللہ)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی توہین:

☆......یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے" (اخبار الفضل قادیان۔ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

☆......"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی، میں نے پوری کی ہے"۔ (حاشیہ تحفہ گولڑیہ ص ۱۶۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

☆......"میری وحی کے مقابلے میں حدیثِ مصطفیٰ کوئی شے نہیں"۔ (اعجاز احمدی ص ۵۶ مصنفہ مرزا قادیانی) (نعوذ باللہ)

حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین:

☆......میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہوں"۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۲۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۲۱ از مرزا قادیانی)

☆......"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد ہوں اور احمد ہوں، (حقیقت الوحیٰ حاشیہ ص ۷۳۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۷۶ از مرزا قادیانی)

☆......"میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۷۳ از مرزا قادیانی) (نعوذ باللہ)

اہلِ بیتِ اطہار (علیہم الرضوان) کی توہین:

☆......مرزا لعین کے نزدیک اہل بیت سے مراد اس کے گھر کے لوگ ہیں (ملفوظاتِ احمدیہ۔ جلد اول)۔ ام المومنین سے مراد اس کی بیوی ہے (روحانی خزائن، ملفوظات احمدیہ اول)، سیدۃ النساء اس کی بیٹی ہے۔ سید صرف اس کی اولاد سے ہوتا ہے (درثمین از مرزا قادیانی) (نعوذ باللہ)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شہزادی صاحبہ سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں اس کتے نے جو نجاست بھرے الفاظ بکے ہیں، مجھے ان کو رقم کرنے کی تاب نہیں۔ (مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے)

☆......'کربلا میرے روز کی سیر گاہ ہے۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں' (نزول المسیح ص۹۹) نعوذ باللہ)

☆......"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مراد مرزا) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو" (ملفوظات احمدیہ ص۱۳۱ جلد اول) (نعوذ باللہ)

صحابہ کرام کی توہین:

☆......بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۲۸۵)

☆......ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ (نعاذ باللہ) (ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری ۱۹۵۱ء۔۳،۲ ص ۱۵۷ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

☆......ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۲۳۵)

قرآن وسنت کی توہین:

☆......قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۹،۲۸،۱۲۸ از مرزا قادیانی)

☆......قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (تذکرہ مجموعہ الہا مجموعہ الہامات ص۱۳۵ طبع دوم از مرزا قادیانی)

☆......تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۳۰۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۴۰ از مرزا)

حرمین شریفین کی توہین:

☆......تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں درج ہے کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ (قادیان کہاں درج ہے؟ (ازالہ اوہام (حاشیہ جلد اول ص۴۰)

☆......اس جگہ (قادیان میں) آنا نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲)

☆...... جو بار بار یہاں (قادیان) نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔۔۔ کیا مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ (حقیقۃ الرویا ص۴۶ از مرزا بشیر ابن مرزا قادیانی) نعاذ باللہ)

علماء کرام اور اولیاء عظام کی توہین:

☆......سلطان عبدالقادر اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۷۰۶ طبع دوم از مرزا)

☆......سید عبدالقادر جیلانی (غوث اعظم) نے مجھے (مرزا کو) غسل کرایا۔ (سیرت المہدی جلد سوم ص۱۱۶ از مرزا بشیر بن مرزا قادیانی) (استغفر اللہ)

☆...... مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ قدس سرہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا

کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی، پس تو قیامت کو ہلاک میں پڑے گی۔(اعجاز احمدی ص ۵۷)(نعوذ باللہ)

اہلِ اسلام کی توہین:

☆......اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم)

☆......دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔(نجم الہدیٰ ص ۵۳)

☆......رنڈیوں بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، ۵۴۷)

☆......مرزا قادیانی کے نزدیک جہاد حرام جبکہ انگریز سے وفاداری واجب:

☆......جس (انگریز) کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے

☆......مرزا قادیانی نے کتاب البریہ ص ۵ تا ۱۶ اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۶ تا ۹ میں سترہ سال تک اپنی ان ۲۴ کتابوں اور رسائل کے نام لکھے ہیں جن میں جہاد کے منسوخ و حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

☆......یہ امن جو اس (انگریزی) سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں (تریاق القلوب ص ۲۸)

☆......میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۹ از مرزا)

یہ ہیں مرزا قادیانی کے دلآزار عقائد کی جھلک، جن کو اس کے پیروکار حرزِ جان بنا کر پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کو روپے پیسے کا لالچ دے کر، کسی کو بیرون ملک لے جانے کا جھانسا دے کر، کسی کو 'قادیانی حوریں' دے کر غرضیکہ ہر ممکن طریقے سے اہلِ ایمان سے متاعِ ایمان چھین رہے ہیں۔

افسوس صد افسوس! قادیانیت کے پھلنے پھولنے کا ایک بڑا سبب 'تاریک' چہروں والے وہ 'روشن خیال لوگ' ہیں جو ان بدبختوں سے راہ و رسم بڑھاتے ہیں۔ ان سے یارانے ڈالتے ہیں، اور رشتہ داریاں کرتے ہیں۔ جب پہرے دار سو جائے تو سؤر فصل تباہ کر دیتے ہیں۔ جب رکھوالہ غافل ہو جائے تو گیدڑ کھیت اجاڑ دیا کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ قادیانیوں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں تو قادیانیت تڑپ تڑپ کر دم توڑ دے گی۔ اے مسلمان! آج تیری زبان مرزائیوں سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے، آج تیری آنکھیں مرزائی کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہیں، آج تیرے قدم مرزائیوں کے گھر دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔ آج تیرے ہاتھ مرزائی سے مصافحہ بڑی گرم جوشی سے کرتے ہیں۔ آج تیرا منہ مرزائی کے ولیمے میں بڑی تیزی کے ساتھ چلتا ہے۔ آج تیرا جسم مرزائی سے لپٹ جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا! کل جب روزِ قیامت تیرے رب کی عدالت لگے گی اور نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر رونق افروز ہوں گے تو تیرے یہ اعضاء جمیع خلق خدا کی موجودگی میں تیرے خلاف گواہی دیں گے۔ کہیں گے، اے اللہ یہ شخص تیرے محبوب ﷺ کی ختم نبوت کے منکروں اور دشمنوں کو دوست رکھتا تھا، ہم لاکھ اسے سمجھاتے لیکن یہ ان نجس

لوگوں کی دوستی سے باز نہیں آتا تھا، اب تو اسے غارت کر۔

پس اے مسلمان! ابھی مہلت ہے۔ باز آجا۔ قادیانیوں سے تعلق توڑ، محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جوڑ اور بانگ دہل اعلان کر کہ میں مرزا قادیانی پر بھی لعنت بھیجتا ہوں اور اس کے ماننے والوں پر بھی۔ میں فقط اور فقط محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام ہوں۔

اور ہاں، اے مسلمان! اس روزِ قیامت میں مقامِ محمود پر فائز نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اگر ہم سے پوچھ لیا کہ تمہارے سامنے میری ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتی رہی، تم نے کیا کیا؟ مجھ پر نازل ہونیوالی کتاب مقدس میں تحریف و تبدل کے طوفان برپا ہوتے رہے، تمہارا ضمیر کیوں سوتا رہا؟ میری احادیث کو ارتدادی قینچی سے پارہ پارہ کیا جاتا رہا، تمہارا ایمان کیوں بیدار نہ ہوا، میری چہیتی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور میرے نازوں پالے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں بکواس کی گئی، تمہارا کلیجہ کیوں نہ پھٹا؟ میری زاواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)، میرے اہلِ بیت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، میرے صحابہ (علیھم الرضوان)، میری امت کے اولیاء (علیھم الرحمہ)، کے بارے مین قادیانی بازاری زبان استعمال کرتے رہے، تم نے ان کی زبانیں کیوں نہ کاٹیں تمہاری زندگی میں مرزے کی جھوٹی نبوت کی تشہیر و تبلیغ ہوتی رہی اور ہزاروں لوگ مرتد ہوتے رہے، تم نے کیا کیا؟

اے نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتیو! کیا تمہارے پاس ان سوالوں کے جواب ہیں؟ یاد رکھو، اگر بروزِ حشر شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب نہ پا کر ہم سے اپنا رُخِ انور پھیر لیا تو پھر ہم کس کے پاس جا کر فریاد کریں گے؟ اگر حضور رحمۃ العالیمن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے روٹھ گئے تو پھر ہمیں کس کے دامنِ رحمت میں پناہ ملے گی؟ اگر ساقی کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے خفا ہو گئے تو پھر کہاں جا کر ہم اپنی پیاس کے انگارے بجھائیں گے؟

اے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتیو! کیا تمہارے پاس ان سوالوں کے جواب ہیں؟ یاد رکھو، اگر بروز حشر شافع محشر ﷺ نے جواب نہ پا کر ہم سے اپنا رخ انور پھر لیا تو پھر کس کے پاس جا کر فریاد کریں گے؟ اگر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ ہم سے روٹھ گئے تو پھر ہمیں کس کے دامن رحمت میں پناہ ملے گی؟ اگر ساقیٔ کوثر ہم سے خفا ہو گئے تو پھر کہاں جا کر ہم اپنی پیاس کے کے انگارے بجھائیں گے۔

اے رسول کائنات ﷺ کے امتیو! آج محبت و غیرت رسول ﷺ ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ تاج و تخت ختم نبوت کی پاسبانی و نگہبانی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ کتنا بد قسمت ہے وہ عالم جو اپنے علم سے ختم نبوت کی حفاظت نہیں کرتا۔ کتنا بے سعادت ہے وہ خطیب جو اپنی خطابت سے ختم نبوت کی پاسبانی نہیں کرتا، کتنا غافل ہے وہ ادیب جو اپنے برق بار قلم سے ختم نبوت کی نگہبانی نہیں کرتا کتنا حرماں نصیب ہے وہ مالدار جو اپنا مال تحفظ ختم نبوت کیلئے خرچ نہیں کرتا۔ کتنا تیرہ بخت ہے وہ شاعر جو اپنے اس وصف سے قادیانیوں کی مرمت نہیں کرتا۔ کتنا محروم ہے وہ وکیل جو عدالت کے ایوانوں میں ختم نبوت کا ڈنکا نہیں بجاتا اور کس قدر ست ہیں وہ طلبا جو نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کیلئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام نہیں کرتے۔

اے ملت اسلامیہ کے مشائخ کرام! اپنے مریدین ومتوسلین کو قادیانیوں کے خلاف جہاد کا حکم دیجئے اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہم الرحمہ کی یاد تازہ کیجئے؟

اے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانو! قرآن وحدیث کی روشنی میں قادیانی مرتد اور زندیق ہیں تم بھی ان واجب القتل قرار دو۔ انکی عبادت گاہوں کو مسجد ضرور کی طرح مسمار کروا کر سنت رسول اکرم ﷺ کا عملی نمونہ پیش کرو۔ انکی اربو مالیت سے تجاوز کرتی جائیدادوں کو بحق سرکار ضبط کرو۔ دارالکفر 'ربوہ' کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ وطن عزیز میں دہشتگردی اور خوف وہراس پیدا کرنے والی قادیانی مسلح دہشتگرد تنظیموں کو کیفر کردار تک پہنچاؤ۔ تحریف شدہ قرآن، مسخ شدہ احادیث اور کفر وارتداد پر مبنی ان کا لٹریچر ضبط کرو۔ ان کے اخبار ورسائل پر پابندی لگاؤ۔ محکمہ دفاع وزارت خارجہ وداخلہ اور دیگر محکموں کو قادیانیوں سے پاک کرو اور ہاں قانون توہین رسالت پر چیں بہ چیں ہونے والے اقوام مغرب کے رذیل حکمرانو! تم بھی اچھی طرح سنو لو، اگر امریکہ میں ابراہیم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر روس میں اسٹالن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر انگلینڈ میں شاہ جارج کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں کوئی بھی اپنے امام ومقتداء اپنے قائد ورہنما کی تذلیل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا (اور یہ سب ادنیٰ لوگ ہیں) تو پاکستان میں کملی والے آقا ﷺ کی توہین کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے (جو مقدس ترین جماعت انبیاء کے بھی امام ہیں) اور اہم اپنے ملک میں اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک میں، اپنے ہی آقا و مولا ﷺ کی تذلیل ہوتے کیوں کر برداشت کرسکتے ہیں؟

آیئے! نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! اپنے حصے کا کام کریں قادیانیوں کا معاشرتی ومعاشی بائیکاٹ کریں، انکی کمپنیوں کی مصنوعات (شیزان وغیرہ) نہ خریدنے کا اعلان کریں، قادیانیت کی بیخ کنی اور اہل اسلام کو ان کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرنے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کردیں تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دو جہاں ﷺ کے سامنے سرخرو ہوسکیں اور شفاعت رسول ﷺ کے مستحق بنیں۔ رب کائنات ہمیں یہ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

==

﴿اظہار تعزیت﴾

ماہ اکتوبر کے آخری دنوں میں چند نہایت پیاری ہستیاں دنیا سے پردہ کر گئیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ مرکزی نائب امیر جناب حیدر علوی صاحب ان کے چھوٹے بھائی۔ ☆ نمائندہ نوائے وقت ندیم اختر صاحب کے چھوٹے بھائی وسیم اختر آف نورکوٹ ☆ حافظ انیس خان اور حافظ غلام دستگیر کے والد محترم آف بھائی افغاناں ☆ ڈاکٹر نعیم صاحب کے والد محترم آف سیالکوٹ ☆ حاجی طالب صاحب کے بیٹے محمد اسد آف کوہلیاں ☆ محمد نوید اختر صاحب ان کی اہلیہ محترمہ آف موٹے پنڈوری ☆ محمد منور صاحب کے بڑے بھائی آف کنگرہ ☆ حاجی شاء اللہ کا بھتیجا محمد زاہد کا بیٹا آف کوہلیاں ☆ محمد زاہد جمیل صاحب کی دادی محترمہ آف شکرگڑھ

ادارہ الحقیقہ ان تمام کے اہل خانہ کے غم میں شریک ہیں اور بلندی درجات کیلئے دعا گو ہیں۔ (ادارہ الحقیقہ)

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کیا شک ہے کہ اس وقت قوم کا سب بے بڑا روگ باہمی انتشار ہے، اسی کی بنا پر ہم اقوام عالم کی رہنمائی کرنے کے بجائے ذلیل اور رسوا ہو رہے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ سارے زمانے میں ہماری دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور کسی کو ہمارے سامنے کی تاب نہیں تھی۔ زمانہ ہم سے پوچھ کر چلتا تھا اور ہم دنیا کے فیصلے کرتے تھے، ایک آج صورت حال ہے خدا دشمن اور مذہب بیزار ہر طبقہ ہمیں اپنے اشاروں پر نچاتا ہے اور ہم ناچ رہے ہیں۔ زمانہ ہمیں ذلیل دیکھنا چاہتا ہے، ذلیل کرنا چاہتا ہے اور ہم اپنی ذلت پر مسرور و شاداں ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمیں مٹانے کی کوششیں کرنے والے اپنی کوششوں میں ہمیں کو اپنا آلہ کار بناتے ہیں اور ہم اسے بھی اپنے حق میں اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ ملت کا تصور ہی مسلمانوں کے ذہنوں سے نکالا جا رہا ہے اور ایک ایک کر کے سب کو تباہ و برباد کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے مگر اپنے بھائیوں کی تباہی و بربادی کو ہم اپنا مسئلہ سمجھتے ہی نہیں۔ افغانستان میں کیا ہوا، ملت بڑی بے غیرتی سے چپ سادھے رہی، دشمن کے منہ کو خون لگا تھا اس نے عراق میں اپنا خونی ڈرامہ دہرایا اور کسی مسلمان ملک کو مذمت تک کی توفیق نہ ملی، اب دشمن شام اور ایران کو دھمکیاں دے رہا ہے، مگر ہمارے خون میں کوئی حرارت پیدا نہیں ہوئی۔ تو آخر اس کا سبب کیا ہے۔ ہم اپنے آبا و اجداد کے بالکل برعکس کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ اس کا ٹھیک ٹھیک جواب تو وہی ہے جو جواب شکوہ میں دیا گیا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن پاک سے رشتہ کب چھوٹا، جب امت کے والی، کونین کے آقا، دارین کے ملجا و ماویٰ حضور ﷺ سے تعلق کمزور ہوا ہے۔ یہ نبی ﷺ کی ذات ہے جس کے وسیلے سے خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے، قرآن سے سکون ملتا ہے، امت کی تشکیل ہوتی ہے اور "ملت" کا قوام تیار ہوتا ہے۔ نبی سے امت کا رابطہ و واسطہ منقطع کرنے کی کوشش کامیاب ہو جائے تو دین حق کی ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے چنانچہ یہ منصوبہ دشمنوں نے بنایا اور بظاہر بعض موثر مسلمان علما و رؤسا کو خرید کر انھیں آلہ کار بنایا جنھوں نے آیات و روایات کے زور سے امت کو عشق رسول، ذکرِ رسول اور ادب رسول ﷺ سے محروم کرنا چاہا۔ امت کا جذبہ عشق کمزور ہوا تو جذبہ جہاد اور شوق شہادت بھی ماند پڑ گیا۔ نئے نئے عقائد اور ان کے عجیب عجیب دلائل گھڑے گئے۔ نبی ﷺ کے اختیار کا انکار کیا اور آپ مختار بن گئے پھر جو چاہا فیصلہ دیا۔ پاکان امت سے اعتماد اٹھانے کا سبق دیا مگر اپنے آپ کو حجت قطعیہ ظاہر کیا۔ صدر اسلام سے جو تفاسیر ملی ورثے کا درجہ رکھتی تھیں انھیں غیر معتبر گردانا اور اپنے ذہن ناپاک میں جو مضمون آیا، اسے قرآن کے حوالے سے پیش کیا۔ جن پاکیزہ رسوم کی بنیاد کتاب و سنت میں موجود تھیں اور کئی صدیوں سے پاکان امت کے معمولات میں شامل تھیں انھیں 'بدعت' کہا اور خود اپنی بدعت کو سنت کا نام دیا۔ مختصر یہ کہ اغیار نے 'ایمان' کی قیمت پر خرید ا اور ملت میں انتشار و افتراق کے کام پر لگا دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسا بکنے والے 'غدار'

ہوتے ہیں۔مگر غدار چونکہ عیار و مکار تھے انھوں نے اپنی غداری پر تقویٰ کا غلاف چڑھادیا، شراب کی بوتل تھی اس پر دودھ کا لیبل لگادیا۔ بات بات پر آیت وحدیث پڑھ دیتے تھے۔لوگوں میں محقق کہلائے۔پیروں سے دور کرنا تھا خود پیر بن گئے غرض عیاریوں، مکاریوں، چالوں اور سازشوں سے حضور پرنور ﷺ کی امت کو مرکز سے دور کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوگئے۔ہاں قوم کا شیرازہ بکھیرنے میں انھیں کامیابی حاصل ہوئی۔

قوم کا نظام درہم برہم ہوا تو ایک عقیدہ بھی ان کی دستبرداری سے پوری طرح محفوظ اور متفق علیہ نہ رہا۔جن لوگوں نے اس انتشار کو روکنا چاہا اور ملی ورثے کی حفاظت کو اپنا مقصد حیات بنالیا، انھیں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنالیا۔

مثلاً نبوت ہی کی طرف آیئے جو ملت کی عمارت کا ایک بنیادی پتھر ہے۔نجد و دیوبند کے معماروں نے اسی کو جگہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔نبی کے کمالات علمی وعملی کا انکار ہی نہیں کیا بلکہ ان کو جو خصوصیات انکے رب نے عطا فرمائی تھیں، ان کا انکار بھی شروع کردیا گیا۔علم غیب کا نبوت سے کیا تعلق ہے جب بھی اس سوال پر بحث ہوئی صدر اسلام سے اب تک نبوت کی تفسیر علم غیب کے حوالے سے ہی کی گئی۔مثلاً متکلمین کے ہاں نبوت کی تعریف ہی اس طرح کی گئی۔

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب   ترجمہ:۔نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

دراصل نبی ہی عالم غیب کا تعارف کراتا ہے۔جنت ودوزخ، حور وملک، برزخ اور اس کے احوال، قیامت، میزان اعمال پل صراط سب غیبی حقائق ہیں انکی دلیل اول نبی کی زبان ہی ہوتی ہے۔نبی کی غیب دانی کا انکار گویا اس کی نبوت کا انکار ہے مگر لوگ بکتے رہے، پھر بکتے رہے اللہ اپنے نبی کی نبوت کا ثبوت دینے کیلئے اسے علم غیب ہی نہیں گوناگوں تصرفات وکمالات عطا فرماتا ہے تاکہ دنیا پر ظاہر ہوجائے کہ وہ قادر مطلق کا نمائندہ اور دوسرے انسانوں سے بہت بلند وبرتر ہے۔مگر دشمنوں کے غلاموں نے آیات وروایات کے مخصوص ترجموں سے پوراز وران کے کمالات وتصرفات کے انکار پر صرف کردیا تاکہ دوسرے لوگوں سے ان کی برتری ظاہر نہ ہونے پائے اور پھر مثلیت ومساوات ثابت کرنے کیلئے انھیں اپنے جیسا بشر کہنے لگے یہ سب کچھ ان کا ادب وعشق روکنے کیلئے تھا تاکہ امت ان کے فیض سے محروم رہے خصوصاً اس سلسلے میں انکار کا زیادہ زور اس نبی کے کمالات کی طرف رکھا جس کا خود بھی کلمہ پڑھتے تھے اور جو تمام نبیوں کا بھی نبی ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سچ فرمایا حکیم الامت نے

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل   دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضور پرنور ﷺ سے ان کلمہ پڑھنے والوں کی ضد کا حال یہ ہے کہ شاید کسی بھی نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار اس شدومد نہیں کرتے جتنا اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب ﷺ کا کرتے ہیں مثلاً ان سے آدم علیہ السلام کی خلافت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا جائے تو عموماً سیخ پا نہیں ہوتے، حضور ﷺ کا ذکر آجائے تو ان کے چہرے کا رنگ ہی بدل جاتا ہے جیسے ان کا اصل مقابلہ اسی ذات پاک سے ہے جو اللہ کی سب سے بڑی مظہر ہے۔

حضور ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار وامام ہیں، اللہ نے آپ کو سب نبیوں سے افضل کیا ہے اور کچھ خصوصی القاب ونوازشات سے بھی نوازا ہے۔مثلاً رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین۔علمائے نجد ودیوبند نے ایسے مواقع پر بڑے خاموش طریقے سے ان کی تخصیص کو کم کرنے کی سعی ناپاک کی ہے، لفظ رحمۃ للعلمین حضور پرنور ﷺ کیلئے خاص ہے چنانچہ سورۃ الانبیاء میں رب تعالیٰ نے کئی پیغمبروں کا ذکر خیر کیا ہے۔ان کی سیرت و عظمت کو بیان کیا پھر سب سے آخر میں حضور پرنور ﷺ کا ذکر خیر فرمایا اور وہ بھی رحمۃ للعلمین کے لقب سے۔

﴿...... وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین......﴾

ترجمہ: اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔

مگر نجدیت کے دیسی علمبرداروں نے اپنے "ملاؤں" کو بھی رحمۃ للعلمین بنادیا بلکہ ان کے غوث اعظم رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں کھلی چھٹی دے دی کہ ہر مسلمان کو رحمۃ للعلمین کہہ سکتے ہیں (معاذ اللہ) اللہ نے جو نام کسی دوسرے نبی کو بھی عطا نہیں فرمایا دیوبندیوں کے نزدیک ایسا عام ہے کہ جس مسلمان کو چاہو رحمۃ للعلمین کہہ دو۔ اسلام کی ساری تاریخ کھنگال ڈالیں حضور پرنور ﷺ سے یہ انداز بغاوت کہیں نہیں ملے گا۔ خاتم النبیین یعنی آخری نبی بھی کسی اور کیلئے استعمال نہیں ہوسکتا۔ خدا کا شکر ہے علماء دیوبند سے اس حد تک ضرور محفوظ رہا (کہ انھوں نے اسے کسی اور کیلئے استعمال نہیں کیا) ہاں اتنا ضرور کیا کہ اس کے معنی ہی بدل ڈالے ان کے نزدیک اس کا مطلب آخری نبی نہیں جیسا کہ امت آج تک سمجھتی رہی ہے نیز ان کے نزدیک آخری نبی ہونا، کوئی فضیلت کی بات ہی نہیں، خاتم النبیین کے مفہوم میں یہ تبدیلی مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے فرمائی انھوں نے جو کچھ کہا وہ مرزائی مرتدین کی دلیل بن گیا نانوتوی صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ ان سے پہلے کسی نے یہ معنی نہیں کئے۔ اور مرزائی بھی یہی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنیٰ صرف ایک مولوی قاسم سمجھا اب وہ لوگ جو سرمایہ ملت کا تحفظ چاہتے ہیں، سوچیں جب دیوبند کے بانی کا یہ حال ہے اور گویا قصر دیوبند کی خشت اول کا یہ عالم ہے، باقی عمارت کی کجی کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ کیونکہ

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج !

دیگر کمالات نبوت کا انکار کیا گیا تھا توحید کا بہانہ بنا کر یعنی حضور پرنور ﷺ کو حاضر وناظر، دانائے غیوب، معین ومددگار، فریادرس حاجت روا اور مشکلکشا کہنا اس لئے شرک ہے کہ یہ سب صفات اللہ کی، مگر حضور ﷺ کے خاتم النبیین بمعنیٰ نبی آخر ہونے کا انکار توحید کے حوالے سے نہیں ہوسکتا تھا، اسے مولانا نے حضور ﷺ کی خیر خواہی کے حوالے سے پیش کیا یعنی خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی کیا جائے تو اس میں حضور ﷺ کی فضیلت نہیں، اگر اس کا معنیٰ افضل النبیین کیا جائے تو حضور ﷺ کی شان ظاہر ہوجاتی ہے۔

پوچھنا تو یہ ہے کہ ملت کے بہی خواہ بتائیں کہ کیا عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل نہیں اور اگر یہ واقعی بنیادی عقیدہ ہے تو اس کا انکار ملت کے نظام میں رخنہ اندازی ہے یا نہیں۔ ملت کا اتحاد چاہنے والے سوچیں اس رخنہ اندازی کا کیا علاج ہے۔ علمائے دیوبند نے بعد میں اس عنوان سے مجلس ختم النبوت جیسی تنظیمیں بنائیں اور یہ تصریح بھی کہیں کہیں کردی کہ جو شخص خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی نہیں کرتا، کافر ہے، مگر قاسم نانوتوی کی عبارت ان کے سامنے آئی تو فتویٰ بھول گئے اور اسے کافر کہنے کے بجائے، قاسم العلوم والخیرات، کا لقب دیا اگر کسی کو اپنے نبی کی شرم تو نہ ہو مگر اپنے باپ، استاد یا پیر کی عظمت کا خیال ہی پیش نظر ہو تو فرمایئے کیا اس پر حضور پرنور ﷺ کا حکم " لا یو من "(یعنی وہ مومن نہیں) لاگو ہوتا ہے یا نہیں، اس صورت میں فرمایئے انتشار کون پھیلا رہا ہے اور قوم کو اتحاد کا سبق کون دے رہا ہے، اور کیا انتشار پھیلانے والا اور اتحاد کی کوشش کرنے والا دونوں برابر ہیں، نہیں ہرگز نہیں، یقیناً جس نے خاتم النبیین کے معنیٰ بدلے وہ مفسد اور فتنہ پرداز ہے اور جو اس کا مقابلہ کرتا ہے، وہ ایمانی واسلامی غیرت کا مظاہرہ کرکے قوم کو مرکز واتحاد کی طرف بلا رہا ہے، علمائے نجد ودیوبند نے نبوت کے کمالات کا انکار کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگائی۔ علمائے اہل سنت نے مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی قیادت میں ملت کے ورثے کی حفاظت کی اور انتشار وانحراف کی راہ چلنے والوں کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کی۔ کوئی ملت کا سچا ہمدرد اگر اس صورت حال کو نہ سمجھے گا اور مصلح ومفسد کو برابر سمجھے گا تو اصلاح کیسے کرسکے گا۔ جن عقائد کی ایجاد سے اسلام کا ایوان ہی معاذ اللہ ڈھے جاتا ہے، ان پر ڈٹے رہنا اور خود کو مصلح کہنا، کیا مدینہ منورہ کے منافقین یہی کچھ نہیں کرتے تھے۔

" واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون" (البقرۃ۔۔۔۱۱)

ترجمہ: اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ اصلاح کرنے والے ہیں۔

لہذا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور فرمائیے!

۔ کیا علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں

پھر فرمائیے نبی کیلئے سچ بولنا کتنا ضروری ہے!

دنیائے غیب کا تعارف اسی کی زبان سے ہوتا ہے ورنہ اس کی اور کوئی دلیل نہیں ہوتی جس سے دل کو اطمینان ہو، خدانخواستہ اگر اس کی صداقت بھی مشکوک ہو جائے تو تبلیغ کا آغاز بھی ناممکن ہے، حضور پرنور ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے سے نبی ہیں، اس کے باوجود دنیا میں چالیس سال سے پہلے آپ کی بعثت نہیں ہوئی، کیوں؟ معاشرہ آپ کی عظمت کردار اور صداقت بیان پر پوری طرح سے مطمئن ہو جائے، چنانچہ اہل مکہ مطمئن ہو گئے اور انھوں نے بیک زبان آپ کو الصادق اور الامین کہنا شروع کر دیا اور ان سے ان کی مراد یہ تھی جھوٹ معاذ اللہ آپ کی زبان پر آ ہی نہیں سکتا اور معاذ اللہ بد دیانتی کسی صورت آپ سے ممکن ہی نہیں، چالیس سال کی عمر مبارک تک جب ان کا مشاہدہ یہ فیصلہ کر چکا حضور انور ﷺ کی بعثت ہوئی حتیٰ کہ ابو جہل کو بھی حضور ﷺ کے صدق میں کوئی شک نہیں تھا، چنانچہ بدر کو جاتے ہوئے جب اخنس بن شریف نے اس سے تنہائی میں پوچھا تو بولا

" واللہ ان محمد "الصادق " وما کذب محمد" قط"(الشفاء۔۔۔۔ جلد ۱)

ترجمہ: اللہ کی قسم، محمد ﷺ سچا ہے اور آج تک محمد (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا،

اس نے پھر تصریح کی کہ ایمان نہ لانے کی وجہ گویا قبائلی حسد اور جذبہ تقابل ہے اگر خدانخواستہ زبان نبوت ہی مشکوک ہو تو اس کی بتائی ہوئی توحید، لائی ہوئی کتاب، اور دوسری اعتقادی و عملی تعلیم کی صداقت پر کیا بھروسہ ہوگا۔ جھوٹ ہی نہیں ہر نبی کا ہر گنا سے معصوم ہونا ضروری ہے، بعثت سے پہلے بھی اور بعد بھی مگر بانی دار العلوم دیوبند نے نبوت کا جو تصور دیا، کتنا ہولناک ہے، ان کا کہنا ہے۔

پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر ایک حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد)

فرمائیے نبوت کے بارے میں یہ تصور نانوتوی صاحب سے پہلے کس نے دیا اور اسی کو قبول کر لیا جائے تو توحید سے لیکر عام عمل تک اسلام کی کونسی شے شک و شبہ سے محفوظ رہے گی۔

عموماً دیوبندی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ شور مچاتے ہیں کہ انگریزوں نے اپنے مقاصد حکومت کیلئے مسلمانوں میں گروہ بندی کی۔ فرمائیے، اگر واقعی انہوں نے امت کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرنے کیلئے خریدا تھا تو یہ کون تھے؟ جو اسلام کے گلشن کا خون جگر سے دفاع کر رہے تھے یا وہ جو انبیاء علیہم السلام کی توہین کر کے سارے نظام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے تھے۔۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ انگریزوں نے دہلی میں ایک عربی کالج کھولا تھا جس کے گویا وائس پرنسپل مولانا عبد العلی نانوتوی تھے اور وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے اور دیوبندیوں کے غوث اعظم مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاذ و مربی تھے۔ یہ حقیقت اگر پیش نظر رہے تو کیا یہ سمجھنا مشکل ہے کہ تاریخ اسلام میں خاتم النبیین کا معنی بدلا گیا۔ یا نبوت کے ساتھ دروغ صریح کو ضم کرنے کی معاذ اللہ جو کوشش کی گئی ہے، یہ ادھر سے اشارہ پا کر ہی تھا، یا انھیں کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

اتحاد ملت یقیناً ضروری ہے مگر جب تک اس قسم کے دین فروش لوگوں کو جو ملت ہی کے اعتقادی ورثے کو ہی لوٹنا یا لٹوانا چاہتے ہوں سمجھا جاتا اور ان کی شرارتوں سے قوم کو محفوظ نہیں کر لیا جاتا، اتحاد ملت کی کیا صورت ہوگی۔

ذوالحجہ اور اس کی تقریبات

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند روز تک اسلامی تقویم کا سب سے آخری مہینہ ذوالحجہ، جو مقدس ترین مہینوں میں شمار ہوتا ہے، شروع ہو رہا ہے۔ علماء کے نزدیک جس نے سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو، وہ اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھے اور جس نے سال کے بہترین دن کا روزہ رکھنے نذر مانی ہو وہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھے[1] (ماثبت من السنہ) ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق ان روزوں میں سے ہر روزے کا ثواب سال کے روزوں کے برابر اور اس عشرے کی ہر رات کا قیام، شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا 'کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیکیاں اللہ کو ان دس دنوں سے زیادہ پیاری ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں سوا اس شخص کے جو اپنا جان و مال لے کر نکلا اور کچھ واپس نہ لایا'۔

عرفہ و حج کے فضائل: ماہ ذوالحجہ کی ساری فضیلت یوم عرفہ کی بنا پر ہے اور یوم عرفہ حج کا دن ہونے کی وجہ سے عظیم و جلیل ہے۔ حج اسلام کا اہم رکن ہے قرآن حکیم میں ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً (اور لوگوں کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک راستہ طے کر سکے)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا 'جس شخص کے پاس بیت اللہ تک پہنچنے کیلئے زادراہ اور سواری ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً** (ترمذی شریف)

ذیل میں فضائل حج و زیارت میں چند احادیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تا کہ حرمین شریفین کے شرف کا شوق بڑھے۔

1: **من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور اس میں نہ فحش گفتگو کی اور نہ گناہ کیا تو وہ پیدائش کے دن کی طرح (پاک و صاف) لوٹے گا۔

2: **العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء ہ الا الجنۃ** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں

3: مسلمان جب لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں کے پتھر، درخت اور مٹی کے ڈھیلے سب لبیک کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادھر اور ادھر کی ساری زمین بھی (ترمذی، ابن ماجہ)

1: ہاں جو اس روز میدان عرفات میں ہوں انھیں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

4: من اراد الحج فليعجل یعنی جوحج کاارادہ کرے اسے جلد کر لینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

5: حج وعمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹادیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو(ترمذی ،نسائی)

6: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جہاد کی اجازت مانگی تو فرمایا **جهاد كن الحج** تم عورتوں کا جہاد حج ہے(بخاری ومسلم)

7: کوئی شخص کسی عورت سے خلوت نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ایک شخص نے عرض کیا'یارسول اللہ! فلاں جہاد میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کو جارہی ہے،ارشاد ہوا'جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔(بخاری ومسلم)

8: حضرت ابورزین عقیلی سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا'یارسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں،جو نہ حج وعمرہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ سوار ہونے کی۔فرمایا وہ اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرے(ترمذی،ابوداؤد)

9: اللہ کی جماعتیں تین ہیں نمازی،حاجی اور عمرہ کرنے والے۔ (نسائی)

10: **اذا لقيت الحاج فسلم عليه و صافحه و مره ان يستغفر لک قبل ان يدخل بيته فانه مغفور** (احمد)

جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دعائے مغفرت کیلئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

11: **من حج فزار قبری بعد وفاتی كان كمن زارنی فی حياتی** (دارقطنی،طبرانی)

ترجمہ: جس نے حج کیا اور مرے بعد وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس کی مثل ہے جس نے میری(ظاہری) زندگی میں میری زیارت کی۔

12: جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا اسے کوئی کام نہ تھا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔(طبرانی شریف وغیرہ)

13: **من حج البيت ولم يزرنی فقد جفانی** (کامل ابن عدی)

ترجمہ:جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی،اس نے مجھ پر ستم کیا۔

14: **من زارنی متعمداً كان فی جواری يوم القيمة** (ابوجعفر عقیلی)

جس نے قصد کر کے میری زیارت کی،وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

15: جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارت کے قصد سے آیا،اس کیلئے دو مقبول حج لکھے گئے۔(مسند الفردوس)

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے چند فضائل: حج وزیارت سے مشرف ہونے والے چونکہ ان دو مقدس ترین مقامات پر ضرور حاضر ہوتے ہیں،اس لئے ان کے فضائل ہیں چند روایات پیش کرنے کا شرف حاصل کیا جاتا ہے۔

1: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا،اب مکہ سے) ہجرت(کی ضرورت) نہیں۔لیکن جہاد اور نیک نیتی اب بھی باعث ثواب ہے۔جب جہاد کے لئے بلائے جاؤ تو نکل پڑو اور آپ ﷺ نے اسی دن فرمایا'بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو محترم کیا جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔پس وہ محترم ہے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تک اور بلاشبہ اس شہر میں مجھ سے پہلے کسی کیلئے جنگ حلال نہیں ہوئی اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت کیلئے حلال ہوئی پس وہ محترم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن تک۔نہ اس کا خار دار درخت کاٹا جائے اور نہ شکاری جانور بھگائے جائیں اور نہ وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر

وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کر کے مالک تک پہنچ جائے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی 'یارسول اللہ ﷺ! اذخر کی تو اجازت ہے؟ کیونکہ وہ عام ضرورت کی چیز ہے۔ ارشاد ہوا' ہاں، اذخر کی اجازت ہے، (بخاری و مسلم)

2: 'بلاشبہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو بزرگی دی اور اسے محترم کر دیا۔ اور بیشک میں نے مدینہ کو بزرگی دی اور محترم کر دیا۔ نہ اس کی دونوں حدود کے اندر خون بہایا جائے اور نہ اس میں لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھائیں جائیں اور نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے سوا چارے کیلئے۔ (مسلم شریف)

3: دعا فرمائی: **اللھم حبب الینا المدینہ کحبنا مکۃ او اشد وصححھا و بارک لنا فی صاعھا ومدھا.** (بخاری و مسلم)

4: ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں مدینے کی محبت عطا فرما جیسے ہماری محبت مکہ سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت افزا بنا دے اور ہمارے لئے برکت ڈال ہمارے صاع اور مد جیسے پیمانوں میں۔

5: ایک اور دعا **اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک و نبیک و انی عبدک وانہ دعاک لمکۃ وانا ادعوک للمدینۃ بمثل مادعاک لمکۃ و مثلہ معہ** (مسلم شریف)

ترجمہ: الٰہی ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں، انہوں نے مکہ کیلئے دعا کی اور میں مدینہ کیلئے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انھوں نے مکہ کیلئے کی اور اتنی ہی اس ساتھ اور کی (یعنی مکے سے دگنی برکت کی)

قربانی: قربانی کیلئے تین دن مقرر ہیں: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ حدیث پاک میں ہے۔

عن نافع عن ابن عمر قال الضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ رواہ مالک وقال بلغنی عن علیٰ ابن ابی طالب مثلہٗ

ترجمہ: روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا قربانی بقرعید کے بعد دو دن تک ہے (مالک) اور فرمایا کہ مجھے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی روایت پہنچی۔ سب سے افضل پہلا دن ہے کہ حدیث پاک کی رو سے اس دن کا بہترین عمل قربانی ہی ہے۔ اہل اسلام کیلئے یہ عید کا دن بھی ہے۔ قربانی دے کر عید منانے سے اس جذبے کا اظہار مقصود ہے کہ اہل ایمان خدا کی راہ میں قربان ہونا یا کچھ قربان کرنا اپنی بہترین سعادت سمجھتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان ذیشان کے مطابق یہ قربانیاں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں۔ وہ کتنا عظیم و حسین منظر تھا جب باپ اپنے بڑھاپے کی کمائی یعنی اپنا اکلوتا صالح و فرمانبردار جوان بیٹا خود اپنے ہاتھوں خدا کے نام پر ذبح کرنے جا رہا تھا اور یہ سب کچھ جانتے بوجھتے بھی بیٹا محبت کے راستے پر سراپا شوق بن کر گامزن تھا۔ باپ بیٹا دونوں صبر و رضا کا ہمالہ دکھائی دیتے ہیں اور ان کے فکر و عمل پر فرشتے اور حوریں تک حیران ہیں۔ حقیقت ہے کہ یہی روح اسلام ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی تو ہر ادا اسلام ہی کی تفسیر کرتی ہے۔ بچپنے میں سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرنے والوں کے سامنے توحید کا اعلان، جوانی میں بتخانے میں جا کر اپنی ضرب توحید سے بتوں کی توڑ پھوڑ، نمرود کے دربار میں مناظرہ کر کے خدائے واحد و لاشریک کی یکتائی کا اثبات، وطن مالوف سے ہجرت، خدا کے حکم پر دو جانوں کو ریت کے بے آباد سینے پر کسی ظاہری سہارے کے بغیر چھوڑنا، بنائے کعبہ اور ملت توحید کے ظہور بالخصوص، دنیا کو شرک و کفر سے پاک کرنے والے عظیم الشان رسول ﷺ کی بعثت کیلئے دعا یہ سب اسلام ہی تو ہے اسلام کا معنی اگر رضائے محبوب حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے تو فرمایئے خلیل اللہ علیہ السلام کی داستان حیات اگر داستان اسلام نہیں تو کیا ہے۔ دنیا میں اسلام کی اس سے بہتر تفسیر اگر ہے تو صرف حبیب خدا سرور انبیاء حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء کی ذات پاک میں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے نبوت و رسالت بلکہ دنیائے انسانیت میں حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسرا درجہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

بات ہو رہی تھی ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کی۔ اب اگر اتنی جلیل القدر قربانی سے محض گوشت کھانا کھلانا ہی مقصود ٹھہرا لیا جائے تو یہ اس

پورے واقعے کی توہین اور ناقدری ہے۔ اصل مقصد تو سنت ابراہیمی پر چلنا ہے اور سنت ابراہیمی کا مطلب

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قرآن پاک فرماتا ہے:

لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوىٰ منكم

ترجمہ: اللہ کو ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، اسے پہنچتا ہے تو تمہاری طرف سے تقویٰ

بزرگوں کی یاد: قربانی کے واقعے سے ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہئے جن کے نزدیک بزرگوں کی یاد منانا 'شرک' میں داخل ہے۔ یاد رکھئے، اپنے محسنوں کی یاد تازہ رکھنا زندہ قوموں کے اپنے وجود و تشخص کیلئے ضروری ہے، اسلام دین فطرت ہے اور اس سے زیادہ کوئی دین و مذہب یا نظریہ فطری تقاضوں کا محافظ نہیں۔ توحید کو زندہ و مضبوط رکھنے کے لئے گویا یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کی یاد کثرت سے منائی جائے جنھیں نازک ترین حالات میں نازک ترین حالات میں توحید کا آوازہ بلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور جو بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے قابل قدر مثالیں قائم کر گئے۔ ان واقعات سے باطل سے ٹکرانے اور حق پر ثابت قدم رہنے کا حوصلہ ملتا ہے چنانچہ قربانی کا یہی فلسفہ ہے۔ جو لوگ 'قربانی' کو برداشت نہیں کرتے، وہ نہ اسلام کو سمجھتے ہیں، نہ اس کی تعلیمات کو باقی دیکھ سکتے ہیں۔ وہ ایک ایک کر کے اس عمارت کے تمام اجزا کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

قربانی ہی کیا، کسی بھی عبادت کو لے لیجئے، اس کا آغاز کسی اللہ والے کے ہاتھوں ہوا ہوگا۔ صرف رسوم حج پر غور کیجئے، تعمیر کعبہ، مقام ابراہیم، حجر اسود، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان حج، طواف، بوسہ، سنگ اسود، زمزم، صفا و مروہ کی سعی، وقوف عرفات وغیرہ کیا محبوبان خدا کی یادیں ہی نہیں ہیں۔ عرس و میلاد پاک کی تقریبات بھی اپنے محسنوں کی احسان شناسی کی صورتیں ہیں۔ جنھیں ان میں بھی شرک نظر آتا ہے وہ حج و قربانی کی روح کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں اور ان کیلئے ان میں کیا دلآویزی ہو سکتی ہے۔ اور مطلقاً یاد منانا اور واقع کے دن کو محفوظ رکھنا سب شرک ہے تو قربانی اور خصوصاً دس ذوالحجہ کی قربانی کتنا بڑا شرک ہونا چاہئے۔ 'تبلیغی جماعت' کے مجتہدین نے اس کا جو حل تلاش کیا ہے، شاید ان کے نزدیک اسی مسئلے کا ہی حل ہو، سنا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تک میں یہ بستر بند مبلغ لوگوں کو رائے ونڈ آنے کی ترغیب دیتے ہیں اور معاذ اللہ اس کا ثواب حج و زیارت سے بھی زیادہ بتاتے ہیں کاش قوم ان اسلامی سادھوؤں کے عزائم کو سمجھتی اور اپنے ایمان کو ان 'صالحین' سے محفوظ رکھ سکتی ہے

یوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ: ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے۔ اہل اسلام کو چاہئے کہ اس عظیم محسن اسلام کا دن خصوصی اہتمام سے منائیں۔ یہاں حصول برکت کیلئے آپ کے مختصر حالات اور مناقب درج کئے جاتے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی عثمان (ابن عفان)، کنیت ابو عبداللہ، لقب ذوالنورین (یعنی دو نوروں والے، کیونکہ حضور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں) اور خطاب جامع القرآن ہے۔ آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنی امیہ سے ہے اور آپ کا شجرۂ نسب حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ میں حضور خواجہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی نانی ام حکیم بیضا، حضور نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ آپ کی ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ بچپن اور جوانی نہایت پاکیزہ انداز میں گزری۔ اسلام طلوع ہوا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر فوراً حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو بہت اذیت دی مگر پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ آپ نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف پایا۔ مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں رومہ یہودی کا میٹھا کنواں خرید کر جنت کے عوض حضور پرنور سید عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مسجد نبوی کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو پچیس

ہزار درہم میں آس پاس کی زمین بھی خرید لی اور دوبارہ جنت لے کر مختار کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی نذر کردی۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضور رقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت وعیادت کیلئے مامور تھے اس لئے مال غنیمت کا حصہ بھی ملا۔ صلح حدیبیہ میں حضور شہنشاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے سفیر بن کر مکہ معظمہ گئے۔ کفار نے طواف وعمرہ کی اجازت دے دی مگر آپ نے اپنے آقا ﷺ کے بغیر اسے قبول نہ کیا۔ ادھر بعض صحابہ نے آپ کے بارے میں کہا کہ عثمان خوش قسمت ہیں جنھیں طواف عمرہ کی سعادت ملے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا عثمان نہ میرے بغیر عمرہ کرے گا نہ طواف۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے نوسو پچاس اونٹ بمع ساز وسامان، پچاس گھوڑے، مع ساز وسامان، ایک ہزار پھر دس ہزار اشرفیاں حاضر خدمت کیں۔ یہی وقت تھا کہ جب خواجہ کون ومکاں حضور ﷺ نے فرمایا **ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ** دوبار یا ایک اور روایت کے مطابق '**ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم**' دوبار فرمایا (دونوں کا ہی ایک ترجمہ ہے) یعنی آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اسے نقصان نہ دے گا) محدثین کے نزدیک حضور ﷺ نے یہ فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گناہوں سے محفوظ فرما دیا۔

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد محرم ۲۴ھ میں آپ نے مسند خلافت کو زینت بخشی اور ایک دن کم بارہ سال حکومت کی۔ پہلے چھ سال بہت سکون سے گزرے اور بہت سے ممالک فتح ہوئے۔ اگلے چھ سال، ایک یہودی عبداللہ بن سبا اسلام کے لباس میں انتشار پھیلانے میں کامیاب ہوگیا۔ مصر سے بلوائیوں کے ایک لشکر نے چالیس دن تک آپ کے دولتکدے کا محاصرہ رکھا اور آخر نہایت سفاکی سے روزہ وتلاوت کی حالت میں شہید کردیا۔ آپ کے خون پاک کا قطرہ **فسیکفیکھم اللہ** پر پڑا جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا

تقتل وانت مظلوم و تسقط قطرۃ من دمک علیٰ فسیکفیکھم اللہ ط

ترجمہ: اے عثمان تم ظلماً قتل کئے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کے الفاظ **فسیکفیکھم اللہ** پر گرے گا۔ (نور الابصار)

واقعہ شہادت سے پہلے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہو کر بولے، امیر المومنین، اگر میں آپ کی جگہ قتل ہو جاؤں تو مجھے خوشی ہوگی۔ فرمایا میں آج رات رسول اللہ ﷺ کو اس روشندان میں دیکھا (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے بالائی جانب کے خوضہ کی طرف اشارہ کیا) اور فرمایا، اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، 'جی ہاں' فرمایا، ان لوگوں نے تجھے پیاسا رکھا ہے، میں نے عرض کیا، 'جی ہاں' پھر آپ نے ڈھول لٹکایا، میں نے اس سے پانی پیا، اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں اب تک محسوس کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا 'اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں، میں نے افطار کو اختیار کیا۔

شہادت کے وقت حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ بلوائی سامنے کی بجائے ایک انصاری کے مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے اور آپ کو شہید کردیا، شہادت کی خبر پھیلی تو حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آکر اپنے صاحبزادوں سے پوچھا **کیف قتل امیر المومنین و انتما علی الباب** (ترجمہ: تم دونوں کے دروازے پر ہوتے ہوئے امیر المومنین کیسے شہید ہوئے پھر آپ نے امام حسن کے طمانچہ مارا حضرت امام حسین کے سینے میں تھپڑ مارا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر بھی پہرہ دے رہے تھے۔ ان سے بھی خفا ہوئے۔

احادیث فضائل: ☆ ہر نبی کیلئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان بن عفان ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

☆ ایک فتنے کے ذکر میں حضرت عثمان کے متعلق فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم شہید ہوں گے۔ (ترمذی شریف)

☆ ایک دفعہ رات کے پہلے حصے سے طلوع فجر تک یہی دعا فرماتے رہے۔

(**اللھم رضیت عن عثمان فارض عنہ**) اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔ (نور الابصار)

☆ میری ساری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہیں۔

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں مفتی علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی صاحب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء و المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۃ الانبیاء آیت: ۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَمِفْتَاحُهَا السُّؤَالُ فَسْئَلُوْا يَرْحَمُكُمُ اللهُ فَاِنَّهُ يُؤْجَرُ فِيْهِ اَرْبَعَةٌ : اَلسَّائِلُ ، وَالْمُعَلِّمُ وَ الْمُسْتَمِعُ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس میں چار آدمیوں کو اجر ملتا ہے۔ سوال کرنے والے کو، عالم کو، سننے والے کو اور ان سے پیار کرنے والے کو۔ (جامع صغیر حدیث نمبر 572)

بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز کا حکم:

س (۱) ہر نماز کے دو یا چار فرض ہیں مغرب کے تین فرض کیوں ہیں؟ (۲) بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز کا حکم (کامران حیدر عطاری شاہدرہ لاہور)

ج یہ نمازیں مختلف پیغمبروں کی یادگار ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آ کر رات دیکھی تو گھبرا گئے۔ صبح نمودار ہوئی تو دو رکعت شکرانہ ادا کئے تو یہ فجر ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرزند کے عوض دنبہ پایا فرزند کی جان بچنے اور قربانی قبول ہونے پر چار رکعت شکرانہ ادا کئے یہ ظہر ہوئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے سو برس بعد زندہ ہو کر چار رکعت شکرانہ ادا کئے یہ عصر ہوئی۔ حضرت داود علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے کے بعد شکریہ میں چار رکعت کی نیت باندھی مگر تین پر تھک گئے اور سلام پھیر دیا یہ مغرب ہوئی (اللہ تعالیٰ نے ان کی یاد باقی رکھنے کے لئے تین رکعت ہی فرض کر دیئے)۔ اور ہمارے حضور ﷺ نے نمازِ عشاء ادا کی۔ (طحاوی شریف، اسرار الاحکام مفتی احمد یار خاں ص ۱۰)

(۲) بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں:

حدیث:۱ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا کوئی فاجر (بدعقیدہ شخص) کسی مومن (صحیح العقیدہ) کا امام نہ بنے۔ (ابن ماجہ ص ۷۷)

حدیث:۲ اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ جو لوگ تم میں بہترین ہوں انہیں امام بناؤ (سنن کبری للبیہقی ج ۳ ص ۹۰)

حدیث:۳ اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو اپنے میں سے بہتر لوگوں کو امام بناؤ۔ ابن عساکر

حدیث:۴ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَدْمِ الاسلام جس نے کسی بدعتی (بدمذہب) کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو ڈھا دینے پر تعاون کیا۔ (مشکوۃ حدیث ۱۸۹) بدمذہب کو امام بنانا اس کی بہت زیادہ تعظیم ہے اس لئے بدمذہب کو امام بنانا غلط اور ناجائز ہے۔

کعبہ کا بے ادب امامت کے لائق نہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ رضى الله عنه قَالَ: اَنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِى الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَ : لَا يُصَلِّىْ لَكُمْ، فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُصَلِّىَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ

ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ .

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے قوم کی امامت کی اور قبلے کی طرف تھوک دیا حضور ﷺ دیکھ رہے تھے تب نبی ﷺ نے فراغت پر فرمایا آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے اس کے بعد اُس نے نماز پڑھانی چاہی لوگوں نے روک دیا اور حضور ﷺ کے فرمان سے اُسے آگاہ کیا اس نے یہ واقعہ نبی ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: تو نے اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دی۔ ابوداود حدیث (۴۸۱) کتاب الصلاۃ باب فی کراہیۃ البزاق فی المسجد (مشکاۃ حدیث ۷۴۷ مراۃ شرح مشکاۃ ۱/ص-۴۵۹)

اس سے معلوم ہوا جو کعبہ کا بے ادب ہو امامت کے لائق نہیں تو جو انبیاء کرام و اولیاء کرام کا بے ادب ہو جن کی شان کعبے سے بھی زیادہ ہے امامت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔

صحابہ اور اولیاء کرام کا بے ادب امامت کے قابل نہیں ہو سکتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي فَإِنَّهُ يَجِيءُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي فَلا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ ولا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ ولا تُنَاكِحُوْهُمْ ولا تُجَالِسُوْهُمْ وَإِنْ مَرِضُوْا فَلا تَعُوْدُوْهُمْ . وفي رواية ابن ماجة: وَإِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ .

میرے صحابہ کو گالی نہ دی جائے آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی تم ان کی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا (یعنی انکو امام نہ بنانا) ان سے شادی بیاہ نہ کرنا اور نہ اُن کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت بھی نہ کرنا۔

ابن ماجہ کی روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے اور اگر ملیں تو سلام نہ کرو (کتاب الشفا عربی جلد ۲ ص (۳۰۸) (شرح شفا ملا علی قاری ص:۵۵۵) کتاب الکبائر امام ذہبی کبیرہ نمبر ۷ ص ۲۵۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۲ مطبوعہ مکتبہ القاہرہ مصر)

جب صحابہ کے گستاخ و بے ادب سے شادی بیاہ ممنوع ہے جو نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے اُس سے بدرجہ اولی شادی بیاہ ممنوع ہے۔ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا صحابہ کے بے ادب اور گستاخ کے ساتھ قطع تعلق کرنا واجب ہے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ صحابہ کی شان زیادہ ہے یا نبی کریم ﷺ کی جب گستاخ صحابہ کے پیچھے نماز جائز نہیں تو گستاخ رسول کے پیچھے نماز کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ تو اللہ کے بھی بے ادب ہیں

اللہ تعالی کے متعلق وہابی عقائد: وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہو۔

(یک روزہ فارسی ص ۱۷-۱۸)

وہابیہ کے ہیڈ ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: امکان کذب تعالی کفر نہیں ہے۔ (شمع توحید ص ۱۲)

اللہ تعالی کذب پر قادر ہے۔ براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی ص ۸ طبع کراچی)

اشرف علی تھانوی نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ (بوادر النوادر ص ۲۱۰ طبع لاہور)

کذب داخل تحت قدرت باری تعالی ہے۔ (فتاوی رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی ج ۱ ص ۱۹)

ہمارا چیلنج ہے کہ اپنے آپ کو اہل سنت کہنے والے صحابہ سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کریں ورنہ انہیں اہل سنت کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ یا پھر توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے حق قبول کرنے اور سچا سنی بننے میں دیر نہ کریں۔ انصاف پسند حضرات سمجھ سکتے ہیں اصلی اور حقیقی اہل سنت کون ہیں اور دو نمبر کون ہیں؟

امام اہل سنت فرماتے ہیں: مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا ☆ یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدوس ☆ بیٹے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

امام حسن رضا خاں صاحب فرماتے ہیں:

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب! کیا تو نے اقرارِ وقوع اف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری (ذوقِ نعت)

اہل سنت کہتے ہیں: جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اسی لئے نماز میں ہم کہتے ہیں ﴿سبحانك اللهم﴾ اے اللہ تو پاک ہے۔ جو اللہ کو بے عیب نہ مانے اس نے رب کو رب مانا ہی نہیں۔ ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (سورہ نساء آیت: ۱۲۲)

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں: اس سے بڑھ کر شانِ الوہیت میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے متصف بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے۔ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ خالص کفر ہے۔ (الحق المبین ص ۵۸)

ملا علی قاری فرماتے ہیں: جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۷)

علامہ سعد الدین تفتازانی نے بھی لکھا ہے: اجماعِ علماء سے کذبِ باری محال ہے۔ (شرح مقاصد ج ۲ ص ۱۰۴)

وہابی عقیدہ نمبر ۲: علمِ الٰہی کا انکار:

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی ص ۲۰)

انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیاتِ قرآنیہ جیسا کہ و ليعلم الذين وغیرہ بھی اور حدیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ (بلغۃ الحیران از حسین علی واں بھچروی شاگرد رشید احمد گنگوہی ص ۱۵۷-۱۵۸)

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

اہل سنت کے نزدیک علمِ الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں: جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگر چہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱) (الحق المبین ص ۵۶)

وہابی عقیدہ نمبر ۳: اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر موجود ہے (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے امام ابن قیم کہتے ہیں: میرا عقیدہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی کے اوپر موجود ہے اللہ تعالیٰ نے دونوں قدم کرسی پر رکھے ہیں۔

(قصیدہ نونیہ ص ۳۱)

وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے تو عرش اس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰)

جب وہ (اللہ) کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی اور اس کے بوجھ سے چر چر کرتی ہے (آیت الکرسی کی تفسیر از وحید الزماں)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ابن تیمیہ نے عقیدہ حمویہ اور واسطیہ (جو سعودی مدارس میں داخل نصاب ہے) میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ، پیر، چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے، اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا میں نہیں مانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہے، اس وجہ سے ابن تیمیہ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے۔ (الدرر الکامنۃ ج ۱ ص ۱۵۵)

ابن تیمیہ نے اللہ تعالی کے (آسمان سے) نازل ہونے کی حدیث بیان کی پھر منبر کی دو سیڑھیوں سے اتر کر بیان کیا کہ میرے اس اترنے کی طرح (اللہ اترتا ہے) اس وجہ سے یہ کہا گیا کہ ابن تیمیہ اللہ تعالی کے لئے جسمیت کا قائل ہے۔ (الدرر الکامنہ از ابن حجر ج اص ۱۵۴) شرح مسلم از سعیدی ج ۳ ص ۷۳۶) تمام وہابیوں کو دعوت عام ہے صحابہ کرام سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کریں ورنہ وہ جعلی اہل سنت ہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لئے مکان ثابت کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹) شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی مکان اور اوپر نیچے کی جہت سے پاک اور منزہ ہے، یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ فارسی ۱۸۵)

امام اہل سنت فرماتے ہیں:

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

وہابی عقیدہ نمبر ۴: اللہ تعالی کے حاضر وناظر ہونے کا انکار: وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں: اللہ تعالی جب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو عرش اس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰)

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں:

خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ وجہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔ (فتاوی ستاریہ ۸۲/۲)

وہابیہ کے ہفت روزہ میں ہے: اللہ تعالی ذوالعرش اپنی ذات سے عرشِ اعظم پر مستوی اور موجود ہے، وہ ہر مکان میں موجود نہیں۔ بلکہ عرش بریں پر تمام مخلوق سے الگ اور جدا ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام ص ۷، ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

قرآن کے تراجم میں وہابیوں کا اللہ تعالی کی توہین کرنا
اللہ تعالی کے علم کی نفی کر دی:

﴿و لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۲)

ترجمہ......اشرف علی تھانوی

ہنوز اللہ تعالی نے تو ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔

ترجمہ......وحید الزماں

,,اور ابھی اللہ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون تم سے جہاد کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھا کہ کون ثابت قدم رہتے ہیں۔،،

ترجمہ......محمود الحسن ,,اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں،،

اللہ تعالی کو بے علم ثابت کرنے والا سنی نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا دیوبندی، نجدی وہابی کے ترجمہ سے اللہ تبارک وتعالی کے علم کی نفی کی جا رہی ہے۔ یعنی اللہ تعالی نے دیکھا ہی نہیں، گویا معلوم ہی نہیں کیا۔ (معاذ اللہ)

جبکہ اعلی حضرت نے اللہ جل شانہ کے شایان شان ترجمہ کر کے مسلمانوں کو بے ادبی سے بچا لیا اور ان کے ایمان کی حفاظت کی۔

ترجمہ......اعلی حضرت فاضل بریلوی ,,اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہیں لیا۔

اللہ تعالی کو فریب دینے والا، دھوکہ دینے والا دغا دینے والا لکھ دیا۔

﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ﴾ (سورہ النساء آیت ۱۴۲)

ترجمہ ...محمود الحسن ,,منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا۔,,

ترجمہ ...مودودی بانی جماعت اسلامی ,,یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں حالانکہ در حقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن)

ترجمہ ...وحید الزماں ,,منافق (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ کو فریب دیتے ہیں اور (یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالیٰ ان کو فریب دے رہا ہے۔,,

ترجمہ .... فتح محمد جالندھری ,,منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکہ دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔,,

اللہ تعالیٰ کو دھوکہ باز فریبی کہنے والا سنی نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ,,بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔

اللہ کو چالباز لکھ دیا:

﴿ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾ (سورہ الانفال آیت ۳۰)

ترجمہ . محمود الحسن ,,وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔,,

ترجمہ..... فتح محمد جالندھری ,,(ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور ادھر خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

ترجمہ.... مودودی ,,اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔,,

ترجمہ..... وحید الزماں ,,اور وہ (اپنا) داؤں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (اپنا) داؤں کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤں کرنے والا ہے۔,,

اللہ تعالیٰ کو چالباز کہنے والا سنی نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ,,وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔,,

اللہ کو ٹھٹھا، ہنسی مذاق کرنے والا لکھ دیا

﴿ اللهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ (سورہ البقرۃ آیت ۱۵)

ترجمہ... مودودی ,,اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔,, (تفہیم القرآن)

ترجمہ..... سر سید احمد خاں، نیچری وہابی ,,اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔,,

ترجمہ..... وحید الزماں ,,اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔,,

ترجمہ..... محمود الحسن ,,(یعنی مسلمانوں سے) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں اور حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں۔,,

ترجمہ..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ,,اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔,,

مندرجہ بالا تراجم میں غور کیجئے۔ مودودی، دیوبندی وہابی علماء (جہلاء) اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں کس قدر بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور خالق کو مخلوق کے درجے میں لا کھڑا کیا ہے ان تراجم میں استعمال کئے گئے لفظ مثلاً ,,اللہ ان کو دغا دے گا، اللہ نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اللہ ان

سے مذاق کرتا ہے وغیرہ یہ سب الفاظ کسی طرح بھی ہرگز ہرگز اللہ کی شان وعظمت کے لائق نہیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تمام تفاسیر کی روشنی میں باادب اور بہترین ترجمہ کر کے مسلمانوں کو بے ادبی اور گمراہی سے بچالیا ہے۔

اللہ کو بھول جانے والا لکھ دیا

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ (سورہ التوبہ آیت ۶۷)

ترجمہ......محمود الحسن ,,وہ بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔،،

ترجمہ......مودودی ,,یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا،،

اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنے والا سنی نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ,,وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔،،

یاد رکھئے! ,,بھول،، کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ ہر قسم کی بھول سے پاک ہے۔

خزانۃ الروایات میں ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی صفت سے متصف کیا گیا جو اس کے لائق نہیں ہے (جیسے مکر، فریب، دھوکہ بازی، ہنسی ٹھٹھا، چال بازی، داؤ چلنا، مذاق یا بھول وغیرہ کی طرف نسبت کرنا) تو کہنے والا فوراً کافر ہو جائے گا۔،، ان کی انہی جہالتوں کی وجہ سے ,,ستیارتھ پرکاش،، نامی کتاب، اسلام پر طنز واعتراضات سے بھری ہوئی ہے کہ جو خدا اپنے بندوں کے مکر وفریب اور دغا میں آ جائے اور خود بھی مکر وفریب اور دغا کرتا ہو ایسے خدا کو دور سے سلام وغیرہ (معاذ اللہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۵۸ میں ہے جو شخص اللہ کی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔،،

قرآن کے متعلق وہابی عقائد:

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ۔۔۔قرآن بھی خدا کا پیدا کیا ہوا نور مخلوق ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۹۳)

امام نسفی نے اہل سنت کا عقیدہ لکھا ہے: ﴿و القرآن کلام الله غير مخلوق﴾ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔ (شرح عقائد نسفی ص ۵۸)

ملا علی قاری نے سیدنا امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۱)

قرآن پاک کو ہذیان اور بکواس سے تشبیہ (نعوذ باللہ): تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب تیار کرنے والے مولوی زکریا رقمطراز ہیں، کہ صوفیہ نے لکھا ہے، کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے، جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا......نماز کا معظم حصہ ذکر ہے۔ قرآءت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسے ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے۔ (فضائل اعمال ص ۳۷۹ طبع کتب خانہ فیضی لاہور)

اس عبارت میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نے غفلت کی حالت میں قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو ہذیان اور بکواس قرار دیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

قرآن کی توہین کرنے والے اہل سنت نہیں ہو سکتے ہیں۔

قرآن پاک کے متعلق تحریف لفظی کا دیوبندی عقیدہ: علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: وحی خفی یعنی حدیث میں تحریف لفظی کی گئی اور وحی جلی یعنی قرآن میں تحریف معنوی کی گئی اور وحی جلی یعنی قرآن میں تحریفِ لفظی محال ہے تاہم سخت حیرت کی بات ہے کہ دیوبندی مذہب کے معروف محدث انور شاہ کشمیری تحریفِ لفظی کے قائل ہیں لکھتے ہیں: اور میرے نزدیک قرآن مجید میں لفظی تحریف واقع ہو چکی ہے یا تو لو

گوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا غلطی سے۔(فیض الباری ج۳ص ۳۹۵ طبع کوئٹہ) ہمارے نزدیک قرآن مجید میں تحریف لفظی کا قول کرنا قرآن مجید کی حسب ذیل آیات کا انکار ہے۔ بے شک ہم نے قرآن نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔(سورہ حجر آیت ۱۵) اس میں باطل سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔(سورہ حم السجدہ:۴۲) شرح مسلم ج ۷ ص ۴۰۲)

وہابیو بتاؤ! اگر قرآن میں تحریف لفظی کا قائل مسلمان ہے تو پھر شیعوں کو کافر کیوں کہتے ہو؟

جو لوگ اللہ تعالی اور قرآن پاک کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کی اپنی نماز نہیں ہوتی تو دوسروں کی ان کے پیچھے کیسے ہوگی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بدمذہب دوست کے میل جول سے دُور رہ کہ بدمذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہے ☆ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے لیکن بدمذہب جان وایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔

رواَشِدُّ اوعلَی الکُفّار باش خاک بَر دلداری اغیار پاش

دشمنِ دینِ نبی را خار دار برسرمنبرمنہ بر دار دار

اے راہ حق پہ چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال دے

نبی پاک ﷺ کے دین کے دشمن کو کانٹا سمجھو اور اُسے منبر پر جگہ مت دو بلکہ پھانسی دے دو۔

امام اہل سنت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تک خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اُس وقت تک خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی مکتوب نمبر ۲۶۶ ج۱/۳۲۵ میری نظر میں اللہ تبارک وتعالی کے دشمنوں کے ساتھ نفرت وعداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔(مکتوب نمبر ۲۶۶ ج۱/۳۲۶)

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں دعوی بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری (امام حسن رضا خاں)

اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی صاحب کی کتاب ,,بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم،، کا مطالعہ کیجئے

حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم:

س جن کی داڑھی ایک مشت سے کم ہو کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (طارق نتھلی صاحب شکر گڑھ)

ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں: جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو، یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو، جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، قادیانی چکڑالوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ کہ مولی علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام کو مثلاً امیر معاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے۔ کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور جتنی نمازیں پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔ اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن۔ مثلاً داڑھی منڈا، یا خشخشی رکھنے والا یا کترا کر حد شرع سے کم کرنے والا، یا کندھوں سے نیچے، یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا...... یا ناچ دیکھنے والا ان سب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(احکام شریعت ص ۱۲۵ مسئلہ ۵۲)

ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔ ۔ ۔ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کے امام ہوں اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

(احکام شریعت از امام احمد رضا ص ۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں: داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا نفل یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن میں اس پر لعنت ہے نبی کریم ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

داڑھی کے مقدار کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: تھوڑی کے نیچے چار انگل چاہئے۔ (احکام شریعت مسئلہ ۲۹-۷ ص ۱۸۲)

نوافل کی جماعت کی تحقیق:

س درج ذیل سوالات کے جوابات درکار ہیں

(۱) نفلوں کی جماعت تداعی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ (۲) زید نے بکر سے کسی بات پر ناراض ہو کر اس کی داڑھی کے بارے میں یہ الفاظ کہے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کی داڑھی الٹے استرے سے مونڈھ دیں گے۔ اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) بعض حافظ یا قاری ختم شریف کے بعد یہ کہتے ہیں کہ جتنا قرآن پاک یا درود شریف پڑھا ہے اس کا ثواب تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟ (محمد جاوید اقبال رضا قادری ساکن کھارا میگا تحصیل نارووال سیالکوٹ)

(۱) فقہاء احناف کے نزدیک چار سے کم افراد کی جماعت کرنا مطلقاً جائز ہے اور اگر چار سے زیادہ افراد ہوں اور دوام کے ساتھ جماعت کی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کبھی کبھی نوافل کی جماعت کی جائے تو پھر مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔

امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں: امام کے سوا تین نمازی ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں ہے، چار کی نسبت کتب حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہہ جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ وحرام جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۸۰) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابرین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کئے جائیں گے، علماء امت وحکماء ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۰۰ مطبوعہ لائلپور)

علامہ نور اللہ بصیر پوری نے لکھا ہے کہ کبھی کبھی نوافل کی جماعت مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔ (فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۱۷۲) (تفسیر تبیان القرآن ج ۱ ص ۲۷۳)

(۲) داڑھی سنت رسول ہے اس کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے ایسے شخص پر سچی توبہ کرنا لازم ہے اور اگر اس نے یہ الفاظ سنت رسول کی توہین کی نیت سے کہے ہیں تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ تفصیل انشاء اللہ پھر بیان کی جائے گی۔

(۳) ایصال ثواب کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنا یہ عمل تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اس کو قبول فرما اور اس کا ثواب فلاں فلاں کو پہنچا لیکن اگر سبقت لسانی سے کسی کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں کہ یا الٰہی ہم اس کا ثواب تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اگر جان بوجھ کر ہر بار یہ الفاظ دہراتا ہے تو وہ نرا جاہل ہے اس کو احسن طریقہ سے سمجھانا چاہئے کہ اللہ کو ہمارے ثواب کی ضرورت نہیں ہے ثواب کی ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ اس نیت سے اللہ کو ثواب پہنچاتا ہے کہ اللہ ہمارے ثواب کا محتاج ہے تو اس پر کفر کا حکم ہے۔ واللہ اعلم

خواتین کی امامت:

کیا عورتیں عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہیں (طالبات جامعہ نور الایمان محلہ چاہ ترکھانا سیالکوٹ

جماعت کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ عورتوں کی جماعت ہے۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہیں مردوں کی نہیں۔ علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رمضان کے مہینہ میں امامت کرتی تھیں اور عورتوں کے وسط میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (کتاب الآثار ص ۴۴) مصنف عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول روایت کیا ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کے وسط میں کھڑی ہو۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۱۴۰) اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ

حضرت ابن عباس کو ناسخ کا علم نہ ہوا ہو، لیکن اس کے باوجود یہ سوال قائم رہے گا کہ وہ کون سا ناسخ ہے۔ جس نے ان احادیث کو منسوخ کر دیا؟ بعض علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ عورت کا اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا حجرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو بعض علماء نے حضرت عائشہ حضرت ام ورقہ اور حضرت ابن عباس کی احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث کا ناسخ ہونا واضح نہیں، اور اگر اس کو ناسخ مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ عورت کا امامت کرانا اب مسنون نہیں ہے اور یہ کراہت تحریمی کو مستلزم نہیں ہے، بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اس فعل کا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی ہونا لازم آئے گا اور ہم پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم اس کو مکروہ تحریمی ثابت کریں، ہمارا مقصود تو حق کی اتباع ہے خواہ وہ کسی جگہ ہو (فتح القدیر ج ۱ص ۳۰۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ ابن ہمام کی عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام احمد اور امام شافعی کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ حدیث کے موافق ہے اور احادیث صحیحہ سے عورت کا عورتوں کی نماز میں امامت کرانا ثابت ہے اور اس کا ناسخ متعین ومتحقق نہیں ہے اور احادیث رسول فقہاء پر مقدم ہیں۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۱ص ۳۲۸)

تارک نماز کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ:

س	جو آدمی نماز نہیں پڑھتا کیا اس کا کوئی عمل قابل قبول ہوگا بے نمازی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (حافظ عبدالجبار آسوی شکر گڑھ)

ج	اللہ تعالی فرماتا ہے: جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کا صلہ دیکھے گا اور ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گا۔ (سورہ الزلزال)

بعض علماء کا خیال ہے کہ جس کے فرائض پورے نہیں ہوئے اس کے نوافل قبول نہیں ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ اس کے نوافل بہر حال خیر اور نیکی ہیں اور نیکی ذرہ برابر بھی ہو تو بندہ مومن اس کی جزا پائے گا، فرائض کے ترک پر وہ عذاب کا مستحق ہوگا اور نوافل کا اس کو ثواب دیا جائے گا۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۱۲ص ۹۴۰) علامہ محمد بن علی حصکفی لکھتے ہیں: جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو شخص نماز کو عمداً سستی سے ترک کرے وہ فاسق ہے، اس کو قید کیا جائے گا حتی کہ وہ نماز پڑھنے لگے، کیونکہ بندہ کو بندوں کے حق کے بدلہ میں قید کیا جاتا ہے تو اللہ کے حق کے بدلہ بندہ کو قید کرنے کا زیادہ حق ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کو اس حد تک مارا جائے گا کہ اس کا خون بہنے لگے۔ (الدر المختار ج ۱ص ۲۳۵)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں. ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ تارک نماز کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اس کو قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ مرجائے یا توبہ کرے (رد المحتار ج ۱ص ۲۳۵)

فقہاء احناف تارک نماز کو فاسق کہتے ہیں اور اس کو حداً یا کفراً قتل کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے موقف پر یہ حدیث صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے اچھی طرح ان کا وضو کیا اور ان نمازوں کو ان کے وقت پر پڑھا اور ان کے رکوع اور خشوع کو مکمل کیا تو اللہ تعالی نے (اپنے کرم سے) اس کو بخشنے کا ذمہ لیا ہے اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کا اللہ تعالی پر کوئی ذمہ نہیں، اگر وہ چاہے بخش دے اور چاہے تو اس کو عذاب کرے۔ (ابوداود)

طاہر القادری کو مناظرہ کا چیلنج:

احمد رضا قادری مکۃ المکرمہ

پروفیسر طاہر القادری صاحب کا دعوی ہے کہ میں اتحاد امت کی دعوت دیتا ہوں لیکن ان کے موجودہ طرز عمل سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ اتحاد امت نہیں بلکہ انتشار وافتراق امت کے داعی ہیں کیونکہ تمام مکاتب فکر ایک طرف اور پروفیسر طاہر القادری صاحب تن تنہا اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں اگر انہیں کوئی اختلاف ہے تو علماء کا سامنا کریں گھبراتے کیوں ہیں؟ کئی علماء ان کو مناظرہ کا چیلنج بھی کر چکے ہیں مثلاً مرکزی امیر عالمی تنظیم اہل سنت پیر محمد افضل قادری نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء نے غازی علم الدین شہید کو غازی اسلام کا

لقب دیا بڑے دکھ کی بات ہے کہ غازی ممتاز کے لئے سزائے موت کے فیصلے سے پانچ روز قبل طاہر القادری سے اس اسلام شکن فیصلے کی تائید کرائی گئی جو کہ you Tube پر موجود ہے اور کسی مکتبہ فکر کے عالم نے غازی علم الدین کے متعلق وہ زبان استعمال نہیں کی جو طاہر القادری نے غازی ممتاز کے متعلق استعمال کی گستاخ و مرتد کی حمایت اور ممتاز قادری کے لئے سزائے موت تجویز کرنے پر میں طاہر القادری کو مناظرے کا چیلنج کر چکا ہوں اگر پاکستان آنے میں ان کو خطرہ ہے تو ہم بیرون ملک جا کر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔(روزنامہ اوصاف ۲۴ اکتوبر)

طاہر القادری پر گستاخ رسول کی حمایت کا الزام وہ خود چیلنج مناظرہ قبول کریں اور جب چاہیں داتا دربار لاہور مناظرہ کرلیں اگر وہ پاکستان آنے میں خطرہ محسوس کریں تو پیر افضل قادری صاحب بیرون ملک پہنچ کر بھی ان سے مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ منجانب: شیر ساہی پرائیویٹ سیکرٹری پیر افضل قادری صاحب نیک آباد آف گجرات رابطہ نمبر 03016211786

لیکن طاہر القادری صاحب میں شیر اہل سنت کے سامنے آنے کی ہمت نہیں اور نہ وہ چیلنج قبول کر سکتے ہیں دور بیٹھے بھڑکیں ماریں گے۔

ہمت ہے تو میدان میں آ ورنہ بلی بھی شیر ہے اپنے گھر کے سامنے

اب طاہر القادری کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں علماء اہل سنت نے ان پر اتمام حجت کر دیا ہے ان کے لئے جائے فرار نہیں رہی وہ اپنے عقیدت مندوں کو تسلیاں دینے کے لئے پانچ یا دس گھنٹے تقریر کر کے اپنی علمیت کا اظہار نہ کریں علماء کا سامنا کریں دس منٹ میں فیصلہ ہو جائے گا اور انہیں اپنے علم کا حدود اربعہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اگر وہ سامنے نہیں آتے تو بھی ان کی شکست سمجھی جائے گی۔ آ گئی جان شکنجے اندر جیویلنے وچہ گنا ان کے عقیدت مند بجائے اس کے کہ حق بات کو قبول کرتے شخصیت پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں جو علماء حق بیان کرتے ہیں ان پر مقدمہ دائر کروا دیتے ہیں جیسے کہ مفتی اشرف القادری آف گجرات نے پروفیسر طاہر القادری کے بارے میں اپنا موقف بیان کیا تو منہاجیوں کے پاس اس کا جواب نہیں تھا تو بوکھلا کر انہوں نے ان کے خلاف مقدمہ کر دیا۔ اور ہم علماء اہل سنت کی عظمت کو سلام کرتے ہیں جو حق بات کہنے میں اپنے پرائے کی تمیز نہیں رکھتے منہاجی شاید پروفیسر طاہر القادری کو معصوم سمجھتے ہیں کہ ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی اور پروفیسر طاہر القادری بھی رجوع کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ منہاجی کس کس پر مقدمہ کریں گے اخبار،، اوصاف،، میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے ان کے خلاف بیان دیا ہے ان منہاجیوں کو چاہیے کہ ان علماء اور اخبار کے خلاف بھی مقدمہ دائر کروا دیں۔ خدا تعصب اور شخصیت پرستی سے بچائے اور حق قبول کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔ ،،روزنامہ اوصاف،، میں ۱۸ علمائے کرام کی تصویریں بھی ہیں اور بیان بھی شائع ہوئے ہیں اخبار لکھتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری صاحب نے نجی ٹیلی ویژن کے پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گورنر سلیمان تاثیر کو مارنے والا شخص (ملک ممتاز حسین قادری) قاتل ہے اس قتل کا خواہ جو بھی پس منظر ہو اس کو قاتل ہونے کی حیثیت سے سزا ملنی چاہیے فرض کریں کہ گورنر سلیمان تاثیر نے اگر کوئی ایسا جملہ بولا بھی ہو جو گستاخی رسول پر جا کے منتج ہوتا ہے تو بھی کسی سویلین یا فرد واحد کو اسلام قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا اگر وہ (ممتاز قادری) قانون ہاتھ میں لے کر قتل کرے گا تو قاتل تصور ہوگا اور اس کی سزا موت ہے۔ طاہر القادری نے کہا جہاں تک میں نے گورنر کے بیان کو دیکھا ہے وہ سارا بیان گستاخی رسول کی تعریف میں نہیں آتا گورنر مقتول کے بیان کو آپ غلط اور ناجائز کہہ سکتے ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ گورنر کی حیثیت سے اس کا مرتبہ یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ یہ بات کرے مگر گورنر کا وہ جملہ گستاخی رسول میں نہیں آتا اور اگر وہ گستاخی رسول میں آتا بھی ہو تو پھر وہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ ٹرائل کرے اور شہادتوں پر سزا دے کسی فرد واحد کو یہ حق حاصل نہیں۔

اس کے جواب میں اسی صفحہ پر علماء نے متفقہ طور پر یہ بیان دیا کہ

طاہر القادری کا بیان قرآن وسنت کے منافی اور مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ بیرون ملک رہنے

سے ڈاکٹر طاہر القادری کا نقطہ نظر تبدیل ہو گیا ہے، غازی ممتاز قادری کا کردار قرآن وسنت کے منافی نہیں، منور حسن، لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور ڈاکٹر محمد اشرف جلالی

لاہور (طارق جمال) دینی جماعتوں کے قائدین مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے طاہر القادری کی جانب سے غازی ممتاز حسین قادری کو قاتل اور مجرم قرار دینے سے متعلق نقطہ نظر پیش کرنے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے قرآن وسنت کے منافی موقف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ طاہر القادری کا گستاخ رسول کے دفاع میں دیا گیا بیان امریکہ اور مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش ہے ،، اوصاف،، کے لئے ردعمل میں جماعت اسلامی پاکستان کے امیر منور حسن، سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل فرید پراچہ نے طاہر القادری کا نقطہ نظر دین اور علماء کرام کے مجموعی نقطہ نظر کے منافی ہے جس کی مذمت کرتے ہیں۔ جماعت اسلامی پاکستان کے قائدین نے کہا کہ جب سے طاہر القادری بیرون ملک گئے ہیں تب سے ان کا نقطہ نظر امریکہ اور مغرب کی حمایت کرتا ہے۔ ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے سربراہ ممتاز دینی سکالر علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے کہا کہ طاہر القادری کا بیان قرآن وسنت کی تعلیمات کی غلط تشریحات پر مشتمل ہے جس نے عاشقان رسول کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر وسینیٹر ساجد امیر نے کہا کہ طاہر القادری پاکستان میں آکر اپنے نقطہ نظر کا دفاع کریں غیر ملکی قوتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیار غیر میں بیٹھ کر انہیں فتویٰ بازی کا کوئی حق حاصل نہیں طاہر القادری کے بیان کی مذمت کرتے ہیں، سنی اتحاد کونسل پاکستان کے چیئرمین ورکن قومی اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم اور پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحبیب کاظمی نے کہا ہے کہ ممتاز قادری کو قاتل اور مجرم قرار دینے والے شریعت سے آگاہ نہیں ہیں، سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری اور مرکزی رہنما شاہد غوری نے کہا کہ طاہر القادری کے موقف کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ سینٹ میں قائد حزب اختلاف مولانا عبدالغفور حیدری اور جمعیت علماء اسلام (ف) کے ترجمان مولانا محمد امجد خاں نے طاہر القادری کے موقف کو انتہائی افسوسناک قرار دیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ زبیر احمد ظہیر نے کہا حساس موضوعات پر سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔ جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی نے کہ طاہر القادری کا موقف قرآن وسنت کے منافی ہے اس غلط موقف کی مذمت کرتے ہیں، تحفظ ناموس رسالت محاذ کے مرکزی رہنما پیر محمد اطہر القادری نے طاہر القادری کے موقف کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیا۔ ممتاز دینی درسگاہ جامعہ نعیمہ کے ناظم اعلیٰ علامہ راغب حسین نعیمی نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں کیا جانے والا ماورائے عدالت قتل قرآن وسنت کی روشنی میں جائز قرار دیا جاتا ہے اور گستاخ رسول کے قاتل کو سزائے موت نہیں دی جانی چاہئے۔ اسلامی جمعیت طلباء پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبدالرشید نے کہا کہ طاہر القادری کو اپنے موقف پر نئے سرے سے غور کرنا چاہئے سنی اتحاد کونسل پاکستان کے چیف آرگنائزر سید صفدر شاہ گیلانی نے کہا کہ ملک ممتاز حسین قادری عاشق رسول کی دلی آواز ہیں طاہر القادری کو ایسے بیانات سے گریز کرنا چاہئے۔ (روزنامہ اوصاف لاہور ۲۴ اکتوبر 2011ء) نوٹ اس اخبار کے متعلق علامہ توقیر الحسن قادری اشرفی صاحب نے بتایا تھا۔

دعائے صحت یابی: مناظر اہل سنت ابوالحقائق حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی صاحب کا پچھلے دنوں ایکسیڈنٹ ہو گیا جس میں انہیں کافی چوٹیں آئیں ہیں قارئین الحقیقہ سے اپیل ہے کہ آپ کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ شیران اسلام کے امیر حضرت علامہ حیدر علوی صاحب بھی ڈینگی بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت یاب کرے۔ آمین

فضائل عشرہ ذی الحجہ واحکام قربانی

......﴿ جناب حافظ نصر اللہ صاحب ﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ☆ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم اور جفت کی اور طاق کی (سورۃ الفجر)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں اس سے مراد بقر عید کی پہلی دس راتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں کہ اس زمانہ میں حج کے ارکان ادا کئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے اوقات بھی اللہ کو پیارے ہیں اور پیاروں سے نسبت رکھنے والی راتیں بھی محبوب ہیں (تفسیر نور العرفان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جن دس راتوں کی اللہ نے قسم اٹھائی ہے اس سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں اور جفت سے مراد قربانی کا دن ہے اور طاق سے مراد عرفہ کا دن ہے (شعب الایمان ج۳ ص۳۱۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عَشْرٍ (لَيَالٍ) قربانی کے (مہینہ کے) دس دن ہیں اور اَلْوَتْرِ یوم عرفہ اور وَالشَّفْعِ یوم النحر (قربانی کا دن) ہے۔ (احمد ج۳ ص۳۲۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ذوالحجہ کے دس دنوں میں نیک عمل کرنے سے زیادہ اور کسی دن میں نیک عمل کرنا اللہ کو محبوب نہیں ہے، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، ماسوا اس کے کہ کوئی شخص جہاد کے لئے جائے اور اس کی جان بھی شہید ہو جائے اور اس کا سارا مال بھی خرچ ہو جائے اور اس کی جان اور مال میں سے کوئی چیز واپس نہ لوٹے۔ (ابوداود 2438 بخاری 569 مشکوۃ 1460)

عشرہ ذوالحجہ میں روزہ اور قیام کا اجر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ عشرہ ذوالحجہ میں عبادت کرنا اللہ کو تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے ان دنوں میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزں کے برابر اور ان راتوں میں ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے (ترغیب وترہیب 1728 کتاب الحج) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دنوں میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی کثرت کرو۔ (طبرانی، ترغیب حدیث 1725)

تسبیح سے مراد سبحان اللہ کہنا تحمید سے مراد الحمد للہ کہنا تہلیل سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر کہنا ہے۔ یعنی تیسرا کلمہ پڑھنا ان کلمات کی فضیلت یہ ہے کہ ان کے پڑھنے سے انسان کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ (ترمذی 3533، مشکوۃ 2318)

سوتے وقت تیسرا کلمہ پڑھنے سے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے (درۃ الناصحین)

نو ذوالحجہ یعنی عرفہ کے روزہ کا ثواب: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن کا روزہ مجھے اللہ کے کرم سے امید ہے کہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (مسلم حدیث 1162 مشکوۃ 2044)

لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ روزہ غیر حاجیوں کے لئے سنت ہے حاجی کے لئے سنت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مقامِ عرفات میں عرفہ کے روزے سے منع فرمایا:(ابوداود 2444 مشکوۃ 2062) تاکہ حاجی اس دن دعا مانگنے نمازوں کے جمع کرنے اور حج کے دیگر کاموں سے عاجز نہ آ جائے اور روزے کی وجہ سے اس کے اخلاق ساتھیوں کے ساتھ خراب نہ ہو جائیں یہ ممانعت تنزیہی ہے) مراۃ شرح مشکوۃ ج ۳ص ۱۹۱)

عشرہ ذوالحجہ کے واجبات: ذوالحجہ کی نو تاریخ کی فجر سے تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کی جماعت کے بعد بلند آواز سے ایک بار تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا مستحب ہے۔ تکبیر یہ ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لا اله اِلَّا اللّٰهُ و اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ولِلّٰهِ الْحَمْدُ

عشرہ ذوالحجہ میں بال اور ناخن کاٹنے کا حکم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آ جائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں کو نہ کاٹے۔(مسلم 1977 مشکوۃ 1459) ملا علی قاری فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ میں قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کرنے سے پہلے ناخن اور بال کاٹنے کی رخصت ہے حدیث میں ممانعت تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور یہی مذہب شافعی ہے (مرقات)

غریبوں کی قربانی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یوم الاضحیٰ کا حکم دیا گیا اللہ نے اس دن کو اس امت کے لئے عید بنایا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ یہ بتایئے اگر میرے پاس منیحہ کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا میں اسی کی قربانی کر دوں؟ فرمایا نہیں، ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں اور موئے زیر ناف کو مونڈ دو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی۔(نسائی 4289 بہار شریعت 88/15) منیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے نے اسے اس لئے دیا ہو کہ یہ کچھ دنوں کے لئے اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے پھر مالک کو واپس کر دے۔

اضحیہ یعنی قربانی کا بیان: مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد فرمایا :(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ)" تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ "،الکوثر:

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں پھر فقہی مسائل بیان ہوں گے۔

حدیث :ابو داود، ترمذی و ابن ماجہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔(4)"

4۔۔۔۔۔۔"جامع الترمذی"، کتاب الأضاحی، باب ماجاء فی فضل الأضحیۃ، الحدیث: ،ج، ص.

حدیث :طبرانی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا": جس نے خوشی دل سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔(1)"

حدیث :طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور(صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا": جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔(2)"

حدیث :ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا ": جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(3)"

حدیث :ابن ماجہ نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کی یارسول اللہ(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا کہ "تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے "لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے فرمایا": ہربال کے مقابل نیکی ہے عرض کی اُن کا کیا حکم ہے فرمایا": اُون کے ہربال کے بدلے میں نیکی ہے۔(4)"

حدیث : صحیح بخاری میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا": سب سے پہلے جو کام آج ہم کریں گے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر اس کے بعد قربانی کریں گے جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت (طریقہ) کو پالیا اور جس نے پہلے ذبح کرلیا وہ گوشت ہے جو اس نے پہلے سے اپنے گھر والوں کے لیے طیار کرلیا قربانی سے اسے کچھ تعلق نہیں۔"ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور یہ پہلے ہی ذبح کرچکے تھے(اس خیال سے کہ پڑوس کے لوگ غریب تھے انھوں نے چاہا کہ ان کو گوشت مل جائے) اور عرض کی یارسول اللہ(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) میرے پاس بکری کا چھ ماہ ایک بچہ ہے فرمایا": تم اسے ذبح کرلو اور تمہارے سوا کسی کے لیے چھ ماہ بچہ کفایت نہیں کریگا۔(5)"

حدیث :امام احمد وغیرہ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "آج کے دن جو کام ہم کو پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے اس کے بعد قربانی کرنا ہے جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس نے پہلے ذبح کرڈالا وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے ہی سے کرلیا۔نسک یعنی قربانی سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔(6)"

حدیث :امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حکم فرمایا کہ "سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں نظر کرتا ہو یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو اور آنکھیں سیاہ ہوں وہ قربانی کے لیے حاضر کیا گیا حضور(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) نے فرمایا": عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو پھر حضور(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اسے ذبح کیا پھر فرمایا":بِسۡمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلۡ مِنۡ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنۡ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ(1)".

الٰہی تو اس کو محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی طرف سے اور ان کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

حدیث :امام احمد وابوداود و ابن ماجہ ودارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کیے ہوئے ذبح کیے جب ان کا مونھ قبلہ کو کیا یہ پڑھا:

اِنِّیۡ وَجَّھۡتُ وَجۡھِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبۡرَاھِیۡمَ حَنِیۡفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اَللّٰھُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ عَنۡ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ (2). میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ملت ابراہیمی پر ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ(عزوجل) کے لئے ہے جو رب(ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہی ہے محمد(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) اور آپ کی امت کی طرف سے، بسم اللہ واللہ اکبر۔

اس کو پڑھ کر ذبح فرمایا3)") اور ایک روایت میں ہے کہ حضور(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) نے یہ فرمایا کہ "الٰہی یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اوس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔(4)"

حدیث: امام بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی انھیں اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَر کہا، کہتے ہیں میں نے حضور(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) کو

دیکھا کہ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا اور بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَر کہا۔5)")

حدیث :ترمذی میں حنش سے مروی وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔(1)

حدیث :ابوداود ونسائی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا": مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کے لیے عید بنایا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یہ بتایئے اگر میرے پاس منیحہ 2)) کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اوسی کی قربانی کردوں فرمایا": نہیں۔ ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف کو مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی 3)") یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اوسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

حدیث : مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا": جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اوس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرلے بال اور ناخنوں سے نہ لے یعنی نہ ترشوائے۔(4)

حدیث :طبرانی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا": قربانی میں گائے سات کی طرف سے اور اونٹ سات کی طرف سے ہے۔(5)"

حدیث :ابوداود و نسائی و ابن ماجہ مجاشع بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ": بھیڑ کا جذع (چھ مہینے کا بچہ) سال بھر والی بکری کے قائم مقام ہے۔6)")

حدیث :امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔(7)

حدیث :طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔(8)

حدیث :امام احمد وغیرہ حضرت علی سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا": چار قسم کے جانور قربانی کے لیے درست نہیں۔ کانا جس کا کانا پن ظاہر ہے اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور لنگڑا جس کا لنگ ظاہر ہے اور ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو 1)") اسی کی مثل امام مالک و احمد و ترمذی و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ دارمی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

حدیث :امام احمد و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی سے منع فرمایا۔2))

حدیث: ترمذی و ابوداود و نسائی و دارمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہو اور نہ اوس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو نہ اس کی جس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔(3) "

حدیث :امام بخاری ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدگاہ میں نحر و ذبح فرماتے تھے۔(4)

مسائل فقہیہ: قربانی کئی قسم کی ہے۔ غنی اور فقیر دونوں پر واجب، فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو، غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو۔ دونوں پر واجب ہو اوس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی یہ کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو

قربانی کرنا ہے۔ فقیر پر واجب ہو غنی پر نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی۔ غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہو نہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکریہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کے اِحیا میں 5)) جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔ (6) (عالمگیری)

مسئلہ : مسافر پر قربانی واجب نہیں اگر مسافر نے قربانی کی یہ تطوع (نفل) ہے اور فقیر نے اگر نہ منت مانی ہو نہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو اس کا قربانی کرنا بھی تطوع ہے۔ 1)) (عالمگیری)

مسئلہ : بکری کا مالک تھا اور اس کی قربانی کی نیت کر لی یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہ تھی بعد میں نیت کر لی تو اس نیت سے قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (2) (عالمگیری)

مسئلہ : قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (3) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ : مسافر پر اگرچہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔ (4) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ : شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے اس پر قربانی واجب ہے جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہو گیا اوس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ یونہی اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہو گئی یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مالدار ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ 5)) (عالمگیری (مسئلہ : قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہو گئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا ناجائز ہے۔ (1) (درمختار)

مسئلہ : جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔ 2)) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ : اس شخص پر دَین ہے اور اس کے اموال سے دَین کی مقدار مُجرا کی جائے 3)) تو نصاب نہیں باقی رہتی اس پر قربانی واجب نہیں اور اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور ایامِ قربانی 4)) گزرنے کے بعد وہ مال اوسے وصول ہوگا تو قربانی واجب نہیں۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ : ایک شخص کے پاس دو سو درہم تھے سال پورا ہوا اور ان میں سے پانچ درہم زکوۃ میں دیئے ایک سو پچانوے باقی رہے اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے اور اگر اپنے ضروریات میں پانچ درہم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔ (6) (عالمگیری)

مسئلہ: مالکِ نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔(7) (عالمگیری)

مسئلہ: عورت کا مہر شوہر کے ذمہ باقی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اس مہر کی وجہ سے عورت کو مالک نصاب نہیں مانا جائے گا اگر چہ مہر معجّل ہو اور اگر عورت کے پاس اس کے سوا بقدر نصاب مال نہیں ہے تو عورت پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔(8) (عالمگیری)

مسئلہ: کسی کے پاس دوسو درہم کی قیمت کا مصحف شریف (قرآن مجید) ہے اگر وہ اسے دیکھ کر اچھی طرح تلاوت کرسکتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں چاہے اس میں تلاوت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اگر اچھی طرح اسے دیکھ کر تلاوت نہ کرسکتا ہو تو واجب ہے۔ کتابوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے کام کی ہیں تو قربانی واجب نہیں ورنہ ہے۔1)) (عالمگیری)

مسئلہ: ایک مکان جاڑے کے لیے 2)) اور ایک گرمی کے لیے یہ حاجت میں داخل ہے ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے اسی طرح گرمی جاڑے کے بچھونے حاجت میں داخل ہیں اور تیسرا بچھونا جو حاجت سے زائد ہے اس کا اعتبار رہوگا۔ غازی کے لیے دو گھوڑے حاجت میں ہیں تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ غازی کی حاجت میں داخل ہیں ہاں اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔ گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے اور دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔ گھر میں پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ وعید اور دوسرے موقعوں پر پہن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور ان تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔3)) (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ: نابالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو اون سے اجازت حاصل کرے بغیر اون کے کہے اگر کر دی تو اون کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگر چہ واجب نہیں ہے مگر کر دینا بہتر ہے۔(4) (عالمگیری)

قربانی کے جانور کا بیان:

مسئلہ: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ اونٹ، گائے، بکری ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نر اور مادہ، خصی 5)) اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔6)) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔(2) (درمختار)

مسئلہ: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور مینگ تک (4) ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ جس جانور میں جنوں ہے اگر اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اس کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔ خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہیں یا مجبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔ اتنا بوڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارشتی جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ فربہ (5) ہو اور اتنا لاغر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا تو قربانی جائز نہیں۔(6) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو اور لنگڑا جو قربان گاہ تک (1) اپنے پاؤں سے نہ جاسکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا چکی 2)) کٹے ہوں

یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہوان سب کی قربانی ناجائز ہےاور اگر کان یا دم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہواس کی ناجائز ہےاور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے۔جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی اس کی بھی قربانی ناجائز ہے اگر دونوں آنکھوں کی روشنی کم ہو تو اس کا پہچاننا آسان ہےاور صرف ایک آنکھ کی کم ہو تو اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ایک دو دن بھوکا رکھا جائے پھر اس آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے جس کی روشنی کم ہےاور اچھی آنکھ کھلی رکھی جائے اور اتنی دور چارہ رکھیں جس کو جانور نہ دیکھے پھر چارہ کو نزدیک لاتے جائیں جس جگہ وہ چارے کو دیکھنے لگے وہاں نشان رکھ دیں پھر اچھی آنکھ پر پٹی باندھ دیں اور دوسری کھول دیں اور چارہ کو قریب کرتے جائیں جس جگہ اس آنکھ سے دیکھ لے یہاں بھی نشان کر دیں پھر دونوں جگہوں کی پیمائش کریں اگر یہ جگہ اس پہلی جگہ کی تہائی ہے تو معلوم ہوا کہ تہائی روشنی کم ہےاور اگر نصف ہے تو معلوم ہوا کہ بہ نسبت اچھی آنکھ کی اس کی روشنی آدھی ہے۔3)) (ہدایہ، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ : جس کے دانت نہ ہوں4)) یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہےاور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہواور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ کھاتا ہوان سب کی قربانی ناجائز ہے۔5)) (درمختار)

مسئلہ : بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہےاور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ (6)(عالمگیری)

مسئلہ : جانور کو جس وقت خریدا تھا اس وقت اس میں ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہو گیا تو اگر وہ شخص مالک نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرےاور مالک نصاب نہیں ہے تو اسی کی قربانی کرلے یہ اس وقت ہے کہ اس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہواور اگر اس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی کروں گا اور منت پوری کرنے کے لیے بکری خریدی اس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہو گیا اس صورت میں فقیر کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔1)) (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ : فقیر نے جس وقت جانور خریدا تھا اسی وقت اس میں ایسا عیب تھا جس سے قربانی ناجائز ہوتی ہےاور وہ عیب قربانی کے وقت تک باقی رہا تو اس کی قربانی کرسکتا ہےاور غنی عیب دار خریدے اور عیب دار ہی کی قربانی کرے تو ناجائز ہےاور اگر عیبی جانور کو خریدا تھا اور بعد میں اس کا عیب جاتا رہا تو غنی اور فقیر دونوں کے لیے اس کی قربانی جائز ہے مثلاً ایسا لاغر جانور خریدا جس کی قربانی ناجائز ہےاور اس کے یہاں وہ فربہ ہو گیا تو غنی بھی اس کی قربانی کرسکتا ہے۔2)) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ : قربانی کرتے وقت جانور اوچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہو جائے گی اور اگر اوچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہو گیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ لایا گیا اور ذبح کر دیا گیا جب بھی قربانی ہو جائے گی۔(3)(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ : قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرےاور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اوس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرےاور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔(4)(درمختار) مگر غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اوتنی رقم صدقہ کرے ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ تصدق5)) واجب نہ رہا۔(6)(ردالمحتار)

قربانی کے جانور میں شرکت: مسئلہ : سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کرو انھوں نے کرلی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثہ

ان شرکا نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔(1)(ہدایہ)

مسئلہ : گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔(2)(درمختار، ردالمحتار) اسی طرح اگر کوئی بدعقیدہ قربانی میں شریک ہوگیا تو سب کی قربانی نہ ہوگی اجتماع قربانی میں بڑا خطرہ ہے اور اب تو بے دین لوگ بھی اجتماعی قربانی کررہے ہیں اور سنی بے خبری میں ان میں شامل ہورہے ہیں لہذا سب سنیوں کو خبردار کرنا بہت ضروری ہے

مسئلہ : شرکا میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہوسکتی ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کردیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہے وہ بھی گوشت صدقہ کردے۔(3)(ردالمحتار)

مسئلہ : قربانی کے سب شرکا کی نیت تقرُّب ہو4))اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا ارادہ گوشت نہ ہو اور یہ ضرور نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں وہ تقرب سب پر واجب ہو یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو ہر صورت میں قربانی جائز ہے مثلاً دَمِ اِحصار اور احرام میں شکار کرنے کی جزا اور سر منڈانے کی وجہ سے دَم واجب ہوا ہو اور تمتع وقران کا دَم 5)) کہ ان سب کے ساتھ قربانی کی شرکت ہوسکتی ہے۔اسی طرح قربانی اور عقیقہ کی بھی شرکت ہوسکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔6)) (ردالمحتار)

قربانی کا گوشت و پوست وغیرہ کیا کرے: مسئلہ : قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھالینا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے۔بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کے لیے اور ایک حصہ دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔اور کل کو صدقہ کردینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لیے رکھ لینا بھی جائز ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے اگر اوس شخص کے اہل وعیال بہت ہوں اور صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں ہی کے لیے رکھ چھوڑے۔(3)(عالمگیری)

مسئلہ : قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

مسئلہ : قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کردینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے۔(4)(زیلعی)

مسئلہ : میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے دوست احباب کو دے فقیروں کو دے یہ ضرور نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے کیوں کہ گوشت اس کی مِلک ہے یہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کردینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔(5)(ردالمحتار)

مسئلہ : قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول6)) اور رسّی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کردے۔قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لاسکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لاسکتا ہے مثلاً اس کی جانماز بنائے، چلنی 1))، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کرسکتا ہے۔(2)(درمختار) چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے اُجرت پر نہ دے اور اگر اُجرت پر دے دیا تو اس اُجرت کو صدقہ کرے۔(3)(ردالمحتار)

مسئلہ : قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اوس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب، ایسی چیز سے بدل نہیں

سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اوس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔(4)) (درمختار)

مسئلہ: اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ دس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کریگا بلکہ اس لیے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے۔(5)) (عالمگیری) جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام ان فقرا پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بیچنا ہے۔

مسئلہ: گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے کہ اس کو اگر ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو صدقہ کر دے۔(6)(ہدایہ)

مسئلہ: قربانی کی چربی اور اس کی سری، پائے اور ان اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا وہی حکم ہے کہ اگر ایسی چیز اس کے عوض میں لی جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کریگا تو اس کو صدقہ کر دے۔(7)) (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔(8)ہدایہ

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا منع ہے: مسئلہ: ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لیے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ و ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اُجرت پر دینا غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے اگر اس نے ان کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کر دے اور اُجرت پر جانور کو دیا ہے تو اُجرت کو صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔(2)) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: جانور دودھ والا ہے تو اس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے کہ دودھ خشک ہو جائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کرے۔(3)(عالمگیری)

مسئلہ: جانور ذبح ہو گیا تو اب اس کے بال کو اپنے کام کے لیے کاٹ سکتا ہے اور اگر اس کے تھن میں دودھ ہے تو دوہ سکتا ہے کہ جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا اب یہ اس کی مِلک ہے اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔(4)(عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کے لیے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اس کا ثمن صدقہ کر دے اور اگر نہ ذبح کیا نہ بیع کیا اور ایام نحر5)) گزر گئے تو اوس کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر کچھ نہ کیا اور بچہ اوس کے یہاں رہا اور قربانی کا زمانہ آ گیا یہ چاہتا ہے کہ اس سال کی قربانی میں اسی کو ذبح کرے یہ نہیں کر سکتا اور اگر قربانی اسی کی کر دی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ قربانی نہیں ہوئی اور وہ بچہ ذبح کیا ہوا صدقہ کر دے بلکہ ذبح سے جو کچھ اس کی قیمت میں کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔6)) (عالمگیری

مسئلہ: قربانی کی اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دے اور اسے صرف میں لا سکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے مردار ہے۔

-----☆☆☆-----

حضور نبی ﷺ کی چار صاحبزادیاں اور ان کی مختصر سوانح حیات

﴿تحقیق و تحریر ابو اُسامہ ظفر القادری بکھروی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم قارئین! اس تحریر کا مقصد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی اولاد پاک کے متعلق معلومات پہنچانا ہے۔ اور ساتھ ہی کچھ لوگوں کی طرف سے پیدا شدہ شبہات کا ازالہ ہے۔ پہلے حصے میں حضور ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں کی مختصر سوانح حیات اور دوسرے حصے میں چار صاحبزادیوں کے متعلق دلائل مستند کتب شیعہ سے پیش کیے جائیں گے۔

حصہ اول: **1) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ**: سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ انکی والدہ محترمہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ کی ولادت مبارک حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کے پانچ برس بعد ہوئی۔ جبکہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ برس تھی۔ اعلان نبوت کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً دس برس تھی۔ اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مشرف با اسلام ہوئیں تھیں۔ اور انکے ساتھ حضور ﷺ کی یہ صاحبزادی بھی اسلام میں داخل ہوئیں۔ آپ نے اسلام کا ابتدائی دور بھی پایا اور جب ہجرت کا دور آیا آپ نے ہجرت بھی کی۔ حضور ﷺ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ (الاستیعاب لابن عبد البر ۴/۳۰۵ تحت بنت رسول اللہ ﷺ، تاریخ الخمیس للشیخ الدیار بکری ۱/۲۷۳ ذکر زینب، ذخائر العقبیٰ ص ۱۵۶)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گزارش پر حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ (البدایہ والنھایہ ۳/۳۱۱، سیرت ابن ہشام ۱/۶۵۱ تحت سبب زواج ابی العاص من زینب رضی اللہ عنہا، ذخائر العقبیٰ ص ۵۷)

ان کا پورا نام بعض نے "لقیط" اور بعض نے "مقسم" وغیرہ لکھا ہے۔ حضرت ابو العاص بن ربیع حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے خواہر زادے ہیں۔ انکی والدہ کا نام ھالہ بنت خویلد بن اسد ہے۔ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حقیقی بہن ہیں۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ابو العاص کی خالہ ہیں۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے شعب ابی طالب کے واقعہ میں حضور ﷺ اور دیگر محصورین کی بھرپور مدد کی۔ اسی بنا پر حضور ﷺ فرماتے تھے کہ ابو العاص نے ہماری دامادی کی بہترین رعایت کی ہے اور اس کا حق ادا کیا ہے۔ شیعہ علماء نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے۔ چنانچہ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے تحریر کیا ہے! "وابو العاص بن ربیع کہ داماد رسول بود بر در شعب شترے آورد کہ گندم و خرما بر آنہا بار کردہ بود و صدا میزد و بر آں شتراں کہ داخل درہ میشد مدد و برے گشتند۔ لہذا حضرت فرمود کہ ابو العاص حق دامادی مالا نیکو رعایت"۔ (حیات القلوب فارسی ۲/۳۳۷) اسی طرح (مرآۃ العقول شرح اصول ۵/۱۸۳) میں اور شیخ عباس قمی نے (منتہی الآمال ۱/۴۹ تحت احوال شعب ابی طالب) میں بھی لکھا۔ حضرت ابو العاص جنگ بدر میں قیدی ہوئے اور بعد میں رہائی ملی تو واپس مکہ پہنچے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے پاس جانے کی اجازت دی۔ آپ ہجرت فرما کر جا رہی تھیں کہ مکہ والوں نے آپ کو وادی ذی طویٰ کے پاس زخمی کیا۔ (البدایہ والنھایہ ۳/۳۳۰، مجمع الزوائد ۹/۲۱۵، نسب قریش ص ۲۱۹)

چند دنوں بعد آپ اپنے دیور کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں اور پھر انکے ساتھ آپ مدینہ شریف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اسی بنا پر حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا! [ھی خیر بناتی اصیبت فی] اور بعض روایات میں [ھی افضل بناتی اصیبت فی]۔ یعنی میری بیٹیوں میں زینب رضی اللہ عنہا افضل ہیں جو میری وجہ سے مصیبت زدہ

ہوئیں اور انھیں اذیت دی گئی۔(مجمع الزوائد ۹/۲۱۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۴۲۶) دیگر روایات کی بناپر جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں]۔ابوالعاص بن ربیع جب تک اسلام نہیں لائے تھے مکہ میں مقیم رہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم کے ہاں مدینہ میں مقیم رہیں۔بعد میں شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ گئے واپسی پر مسلمانوں نے قافلہ والوں کو گرفتار کرلیا مگر ابوالعاص ان سے پہلے ہی بھاگ کر مدینہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ لے چکے تھے۔اور یوں ان کو اپنے سارے مال کے ساتھ مکہ واپس بھیج دیا گیا۔وہاں جا کر تمام لوگوں کا مال واپس کیا اور قریش مکہ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی ص ۱۷۶:تحت حالات حضرت زینب رضی اللہ عنہ) اور پھر مکہ سے نکل کر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔نبی کریمﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح اول پر ہی ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طرف واپس کر دیا۔(البدایہ والنہایہ ۳/۳۳۲،طبقات ابن سعد ۸/۲۱،الاصابہ لابن حجر ۴/۳۰۶،مصنف عبدالرزاق ۷/۱۷۱،۱۷۲)

شیعہ علماء کے حوالے سے(تاریخ یعقوبی ۲/۱۷"طبع بیروت) اہل تشیع حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ![ابوالعاص کافر تھے تو ان کے ساتھ نکاح کیسے جائز ہوا؟]۔

اسکا جواب یہ ہے کہ!ابتداء اسلام میں مؤمنہ کی تزویج کافر کے ساتھ جائز تھی۔علماء اہل تشیع کی کتب ملاحظہ فرمایئے:

(تفسیر مجمع البیان للطبرسی ۱/۳/۸۷ طبع قدیم،حیات القلوب از مُلا باقر مجلسی ۲/۱۸/۷،منتہی الآمال ۱/۱۰۸)

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ایک بیٹا صغر سنی میں ہی فوت ہو گیا۔(ابوداؤد ۲/۹۰،مشکوۃ ص ۱۵۰)شیعہ کتب کے حوالے سے:(الجعفریات او الاشعثیات لابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری ص ۲۰۸)

دوسرے بیٹے کا نام "علی" اور ایک بیٹی "اُمامہ بنت ابوالعاص" تھی۔علی بن ربیع کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ بلوغت کے قریب حضورﷺ کی زندگی میں انتقال فرمایا۔(اسد الغابہ لابن اثیر ۴/۴۱،الاصابہ لابن حجر ۲/۵۰۳:تحت علی بن ابی العاص)

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد شادی کریں تو میری بہن زینب کی بیٹی اُمامہ سے نکاح کرنا۔وہ میری اولاد کے حق میں میری قائم مقام ہوگی۔شیعہ علماء نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(کتاب سلیم بن قیس الکوفی ص ۲۲۶:تحت وصیت فاطمہ:طبع ایران)

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصیت کے مطابق ۱۲ھ میں اُمامہ بنت ابی العاص کے ساتھ نکاح کیا۔شیعہ علماء نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔دیکھیے: (انوار النعمانیہ ۱/۳۶۷،مروج الذھب للمسعودی ۲/۲۹۸ میں)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کا انتظام حضور نبی کریمﷺ کی نگرانی میں ہوا۔اور انکو غسل دینے والی اُم المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا،اُم المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا اور ایک صالحہ خاتون اُم ایمن رضی اللہ عنہا تھیں۔ (انساب الاشراف ۱/۴۰۰)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کفن کے ساتھ حضور نبی پاکﷺ نے اپنا تہبند بھی عنایت فرمایا۔

(بخاری شریف ۱/۱۶۷،مسلم شریف ۱/۳۰۴،مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۴۲:طبع کراچی)

حضورﷺ نے خود انکا جنازہ پڑھایا۔(انساب الاشراف ۱/۴۰۰:بحث ازواج رسول اللہ وولدہ) اور اس جنازہ میں مسلمان عورتیں بھی شامل ہوئیں خاص کر حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بڑی بہن کے جنازہ میں شرکت کی تھی۔شیعہ حضرات کی کتب میں بھی یہ واقعہ موجود ہے ملاحظہ کیجئے درج ذیل کتب:(تہذیب الاحکام ص ۲۱۵:طبع ایران،کتاب الاستبصار ۱/۲۴۵:طبع لکھنو،منتہی المقال ص ۳۳۴:طبع قدیم ایران میں) حضورﷺ نے قبر میں اتر کر خصوصی دعا فرمائی۔(مجمع الزوائد ۳/۴۷،اسد الغابہ ۵/۴۶۸)(شیعہ مکتب فکر کی کتاب:تنقیح المقال

۳/۷۹،طبع ایران)

ہجرت کے دوران آپ کو جو زخم آئے تھے پہلے وہ مندمل ہو گئے تھے پھر دوبارہ ترو تازہ ہو گئے اور اسی کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔اور اہل اسلام نے انھیں شہیدہ کا لقب دیا۔ (مجمع الزوائد۹/۲۱۶،البدایہ والنھایہ ابن کثیر۵/۳۰۸)

۲)سیدہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ:سیدہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔انکی والدہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں۔آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین برس بعد پیدا ہوئیں۔اس وقت حضور ﷺ کی عمر تقریباً ۳۳ برس تھی۔ (تاریخ الخمیس ۱/۲۷۴:تحت ذکر رقیہ رضی اللہ عنہا)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی والدہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔(طبقات ابن سعد ۸/۲۴، الاصابہ ۴/۲۹۷،تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲)

حضور ﷺ نے حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ کر دیا اور رخصتی نہیں ہوئی۔بعد میں جب انکی دشمنی بڑھی اور ابولہب کی مذمت میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو ابولہب کے کہنے پر عتبہ اور عتیبہ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو طلاق دے دی۔ (الاصابہ ۴/۲۹۷،طبقات ابن سعد ۸/۲۴)

اہل تشیع حضرات نے بھی یہ واقعہ لکھا ہے۔دیکھئے:(الانوار النعمانیہ ۱/۳۶۷)

بعد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مکہ میں کر دیا۔اور ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی۔(کنز العمال ۶/۳۷۵،تاریخ الخمیس ۱/۲۷۵،ذخائر العقبیٰ ص ۱۶۲،المستدرک حاکم ۴/۴۹)

آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال پیش آیا۔ (البدایہ والنھایہ ۳/۶۶،تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲)اہل تشیع علماء نے بھی اس واقعہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے۔شیعہ کتب کے لیے دیکھئے:(حیات القلوب ۲/۳۳۰،الانوار النعمانیہ ۱/۳۶۷)

حبشہ سے واپسی پر جب مکہ پہنچے تو حضور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے۔تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ کی طرف دوسری ہجرت فرمائی۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۱۷،الاصابہ ۴/۱۹۸)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔جن کا نام عبداللہ رکھا گیا۔انکی پیدائش حبشہ میں ہجرت کے دوران ہوئی۔اسکے علاوہ حضرت عبداللہ سے پہلے ایک ناتمام بچہ بھی حضرت عثمان سے پیدا ہوا تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اپنے بیٹے عبداللہ کی نسبت سے تھی۔اہل سیر لکھتے ہیں کہ:[حضرت عبداللہ تقریباً جب چھ برس کے تھے کہ ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونک لگا کر زخم کر دیا بعد میں اسی وجہ سے وہ انتقال فرما گئے۔](تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲،البدایہ والنھایہ ۵/۳۰۸،اسد الغابہ ۵/۴۵۶) کتب شیعہ کے حوالے دیکھئے:(الانوار النعمانیہ ۱/۸۰،مروج الذھب ۲/۳۴۱:تحت ذکر عثمان میں)

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتر کر ان کو دفن کیا۔ (انساب الاشراف للبلاذری ۱/۴۰۱،تاریخ الخمیس ۱/۲۷۵)

مدینہ طیبہ میں ۲ ہجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا خسرہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئیں،حضور ﷺ کے حکم پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ میں ٹھہرے اور بعد میں غزوۂ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر حصہ عطا فرمایا۔(بخاری شریف ۱/۵۲۳ تحت مناقب عثمان،مجمع الزوائد ۹/۲۱۷)

کتب شیعہ کے حوالے کے لیے دیکھئے:(التنبیہ والاشراف ص ۲۰۶)اس کے بعد ۲ ہجری میں ہی حضرت رقیہ اسی بیماری کی وجہ سے حضور ﷺ کی غیر موجودگی میں انتقال فرما گئیں۔ (طبقات ابن سعد ۸/۲۴،تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲)

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بدر کی واپسی پر حضرت رقیہ کی قبر پر جا کر دعا فرمائی۔ اور اپنی بہن کے غم میں قبر کے پاس جا کر رونے لگیں تو حضور نبی پاک ﷺ نے تسلی دی اور صبر کی تلقین کی۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ۴/۷۱: کتاب الجنائز، طبقات ابن سعد ۸/۲۴، وفاالوفا للسمہودی ۳/۸۹۵، الزرقانی شرح مواھب ۳/۱۹۹: تحت رقیہ رضی اللہ عنہا)

اہل تشیع کی کتب میں بھی یہ بات موجود ہے۔ دیکھئے: (فروع کافی ۱/۱۳۳: کتاب الجنائز طبع لکھنو اور (منتہی الآمال ۱/۱۰۸)

علماء شیعہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر درود بھیجنے کے حوالے سے لکھتے ہیں: [**اللھم صلی علی القاسم والطاھر ابنی نبیک۔ اللھم صلی علی رقیہ بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیھا اللھم صلی علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیھا**] ترجمہ: اے اللہ تو اپنے نبی کے دونوں فرزندوں قاسم اور طاہر پر درود بھیج۔ اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر درود بھیج اور جس شخص نے تیرے نبی کو رقیہ کے حق میں اذیت پہنچائی اس پر لعنت کر۔ اے اللہ نبی کی بیٹی اُم کلثوم کے حق میں اذیت پہنچائی اس پر لعنت کر۔ (تہذیب الاحکام ۱/۲۸۴، تحفۃ العوام ص ۱۲۳، القول المقبول فی بنات الرسول ص ۲۰)

۳) سیدہ حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ: سیدہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں۔ آپکا اسم گرامی اُم کلثوم ہے اور اسی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ آپ کا کوئی الگ معروف نام نہیں۔ (الزرقانی شرح مواھب ۳/۱۹۹: تحت ذکر اُم کلثوم، تاریخ الخمیس ۱/۲۷۵)

آپ کی ولادت بھی بعثت نبوت سے پہلے کی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ جو آپ کی والدہ محترمہ ہیں کے ساتھ ایمان لائیں۔ ہجرت تک مکہ میں قیام فرمایا۔ آپ کا پہلا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا بعد میں ابولہب کے کہنے پر عتیبہ نے طلاق دے دی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال تا حال مکہ میں مقیم تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور ابورافع رضی اللہ عنہم کو کے بھیجا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں، حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت اُم کلثوم، حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو ساتھ لے کر مدینہ پہنچے۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۲۷)

آپکا دوسرا نکاح باامر خدا ربیع الاول ۳ ہجری کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور جمادی الآخر ۳ ہجری کو آپ کی رخصتی ہوئی۔ (اسد الغابہ ۵/۶۱۲، طبقات ابن سعد ۸/۲۵)

نکاح اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ یہ حکم خداوندی سے ہوا۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۳۶۴)

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا حق مہر بھی وہی تھا جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا، اور یوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ علماء شیعہ نے بھی نکاح عثمان رضی اللہ عنہ و اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: (الانوار النعمانیہ ۱/۳۶۷)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد پاک نہیں ہوئی۔ آپ کا انتقال ماہ شعبان ۹ ہجری میں ہوا۔

(تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲، کتاب الثقات ابن حبان ۲/۱۰۵، البدایہ والنھایہ ۵/۳۹، طبقات ابن سعد ۸/۲۵)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب، اسماء بنت عمیس، لیلیٰ بنت قانف اور اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیا اور کفن بھی انھوں نے ہی پہنایا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ۶/۳۸۹، سنن الکبریٰ بیہقی ۴/۶، شرح السنہ للبغوی ۵/۳۱۳، البدایہ والنھایہ ۵/۳۹)

سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نماز جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھایا اور حضور ﷺ کے صحابہ کرام نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (الزرقانی شرح مواھب ۳/۲۰۰، طبقات ابن سعد ۸/۲۶)

خادم نبوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لے گئے تو آپ

کی آنکھوں سے آنسو مبارک جاری تھے۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۲)

٤)سیدہ حضرت فاطمة الزھرہ بنت رسول اللہ ﷺ :حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ بنت رسول اللہ ﷺ کے سن ولادت میں مؤرخین کا شدید اختلاف ہے لیکن صحیح تر قول یہ ہے کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۴۱ سال تھی جب آپ کی ولادت ہوئی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر ۴/۳۶۵ :تحت تذکرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا مشہور قول کے مطابق سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا اسم گرامی "فاطمہ" اور آپ کے القاب "زہراء، بتول" ہیں۔ یہ چاروں صاحبزادیاں آپس میں حقیقی بہنیں ہیں۔ آپ کے شمائل میں محدثین نے یوں ذکر کیا ہے![فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد شریف ﷺ کے بالکل مشابہ تھیں] (صحیح مسلم ۲/۲۹۰ :باب فضائل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) آپ نے بھی ہجرت فرمائی۔ علامہ ذہبی نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۱۰۹، البدایہ والنھایہ ابن کثیر ۳/۲۰۲)

مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہونے کے بعد ۲ھ میں نبی کریم ﷺ نے آپ کا نکاح رمضان المبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا، اور چند ماہ بعد ذوالحجہ ۲ھ میں رخصتی ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک پندرہ سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک ۲۱ سال تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۱ :تحت آیت **قل لا ازواجک وبناتک** ۔۔۔الخ، الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص ۶۱۳) حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اہل میت کے ہاں تعزیت کے لیے بھی جایا کرتی تھیں۔ (سنن ابوداؤد ۲/۸۹ طبع دہلی) حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خصوصا محبت رکھنے کی تاکید فرمائی۔ (صحیح مسلم ۲/۲۸۵، سنن نسائی ۲/۷۸، مسند ابی یعلی ۴/۱۷۱ رقم)

حضور ﷺ کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو وصیت :حضور ﷺ نے آخری اوقات میں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو متعدد وصایا فرمائی تھیں۔ ان میں خصوصی وصیت "ماتم" سے منع کرنے کے متعلق تھی۔ چنانچہ اس وصیت نبوی ﷺ کو اہل تشیع کے متعدد اکابر علماء نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنے ائمہ سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱) محمد ابن یعقوب کلینی رازی نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے فرمان نبوی ﷺ نقل کیا ہے![**ان رسول اللہ ﷺ قال لفاطمة علیھا السلام اذا انا مت فلا تخمشی علی وجھا ولا ترخی علی شعرًا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علی نائحة**] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو (بطور وصیت) فرمایا کہ اے فاطمہ! جب میرا انتقال ہو جائے تو میری وجہ سے (میرے غم میں) اپنے چہرہ کو نہ چھیلنا، اور اپنے بالوں کو پریشان نہ کرنا، اور واویلا نہ کرنا، اور مجھ پر نوحہ اور بین نہ کرنا، اور نہ ہی نوحہ کرنے والیوں کو بلانا۔ (فروع کافی ۲/۲۲۸: کتاب النکاح طبع نول کشور لکھنؤ) یہی مضمون "شیخ صدوق" نے (معانی الاخبار صفحہ ۱۱۱ طبع ایران)، اور "ملا باقر مجلسی" نے اپنی تصنیف (حیات القلوب ۲/۸۵۲ طبع لکھنؤ) میں لکھا ہے۔

باغ فدک کا مسئلہ :حضور ﷺ کے وصال کے بعد اکابر بنی ہاشم سمیت جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اتفاق سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پنجگانہ کی امامت فرماتے اور مدینہ کے تمام صحابہ کرام بنی ہاشم سمیت آپکی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح جمعہ و دیگر اجتماعات اور تنازعات کے فیصلے بھی آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ انھی ایام میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے مال فیٔ کے متعلق مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف تھا کہ باغ فدک ہمیں میراث میں ملنا چاہیے۔ اسکے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی طرف توجہ دلائی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا![**لا نورث ما ترکنا فھو صدقة**] ترجمہ: ہماری کوئی (مالی) وراثت نہیں ہوتی۔ جو کچھ چھوڑ کر ہم رخصت ہوتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ۱/۵۲۶، کتاب المناقب بخاری ۲/۵۷۶، کتاب المغازی، شرح معانی الآثار ۱/۲۹۸)

تو جناب فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا واپس تشریف لے گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل بیت کی ضرورت کے مطابق ان کو یہ حصہ دیتے رہے۔ جیسا کہ اکابر علماء شیعہ نے بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: [**كان ابو بكر ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها ما يكفيهم ويقسم الباقي وكان عمر كذالك ثم كان عثمان كذالك ثم كان علي كذالك**] ترجمہ: حضرت ابو بکر فدک کا غلہ لے کر جس قدر اہل بیت نبوی کی ضرورت کو کافی ہوتا انکی طرف بھجوایا کرتے تھے، اور باقی آمدن کو (ضرورت مندوں میں) تقسیم کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔
(شرح نہج البلاغہ ابن حدید ۲/۲۹۶ طبع ایران)

اسی طرح (شرح نہج البلاغہ ابن میثم ۵/۱۰۷ طبع ایران) اور (کتاب الدرۃ النجفیہ ص ۳۳۲ شرح نہج البلاغہ لابراہیم طبع ایران) میں بھی ہے۔ اسکے علاوہ (شرح نہج البلاغہ فارسی سید علی نقی فیض الاسلام ۵/۹۶۰) میں بھی ہے۔ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم ۵/۱۰۷ طبع ایران) میں واضح موجود ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں۔

سیــدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا مرض الوفات اور صحابہ کرام کی تیمارداری: حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت مغموم رہتی تھیں۔ جب آپ بیمار ہوئیں تو حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی تیمارداری کے لیے تشریف لاتی تھیں۔ (کتاب الامالی للشیخ محمد بن حسن الطوسی ۱/۱۰۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں مسجد (نبوی) میں ادا کرتے تھے۔ جب نماز پڑھ چکے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی کا کیا حال ہے؟ کیسے مزاج ہیں؟۔ (کتاب سلیم بن قیس الہلالی صفحہ ۲۲۴۔۲۲۵ طبع عراق)
معلوم ہوا کہ شیخین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرتے تھے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ **عنھا کا انتقال**: حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہنے کے بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز منگل کی رات انتقال فرما گئیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھائیس یا انتیس سال تھی۔
(البدایہ والنھایہ ۶/۳۳۳: تحت حالات ۱۱ھ)

اہل اسلام کے لیے یہ ایک عظیم صدمہ تھا۔ تمام اہل مدینہ اس صدمے سے متاثر تھے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمٰی رضی اللہ عنہا اور اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا۔ (اسد الغابہ ۵/۴۷۸: تحت سلمٰی، البدایہ والنھایہ ۶/۳۳۳، حلیۃ الاولیاء ۲/۴۳: تحت تذکرہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، المبسوط ۲/۶۳ طبع مصر، سنن الکبریٰ بیہقی ۴/۶۹، تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۵، حلیۃ الاولیاء ۴/۹۶: تحت میمون ابن مھران)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا **کا جنازہ اور شیخین** رضی اللہ عنہم **کی شرکت**: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل اور تجہیز و تکفین کے مراحل کے بعد نماز جنازہ کا مرحلہ درپیش ہوا۔ حضرت ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم اس موقعہ پر موجود تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آگے بڑھیں اور جنازہ پڑھائیں۔ جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہیں جناب کی موجودگی میں مَیں جنازہ کیلیے پیش قدمی نہیں کر سکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپکا حق ہے۔ آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ چار تکبیر کے ساتھ پڑھایا۔ باقی تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ (کنز العمال ۶/۳۱۸: باب فضائل الصحابہ، طبقات ابن سعد ۸/۱۹، ریاض النضرۃ ۱/۱۵۶)
دفن کے لیے قبر میں حضرت علی، حضرت عباس (عم نبی)، فضل بن عباس رضوان اللہ علیہم اترے۔ (الاصابہ ۴/۳۹۸: تذکرہ فاطمہ)

اولاد پاک سیدہ فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا:

۱) حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ (۲) حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
۳) حضرت محسن رضی اللہ عنہ (۴) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ
۵) حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ (۶) حضرت رقیہ بنت علی رضی اللہ عنہ

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ۱۷ھ میں ہوا۔ حوالے کے لیے دیکھئے: (نسب قریش صفحہ ۲۵، تحت اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حصہ دوم:

چار بیٹیوں کا ثبوت شیعہ کتب سے: (۱) شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب ''اُصول کافی'' میں ہے: [**وتزوج خديجة وهو ابن بضع و عشرين سنة فولدله منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية و زينب و أم كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر و فاطمة عليها السلام**] ۔ ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کی جبکہ آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی، اور حضرت خدیجہ کے بطن پاک سے آپ کی اولاد آپ کی بعثت سے پہلے: قاسم، رقیہ، زینب، اُم کلثوم اور بعثت کے بعد: طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اُصول کافی ۱/۴۳۹ مطبوعہ ایران)

درج ذیل کتب شیعہ میں بھی حضور ﷺ کی چار بیٹیوں کا ثبوت ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱) فروع کافی ۲/۸۲ مطبوعہ ایران (۲) القول المقبول ص ۲۰ (۳) تحفۃ العوام ص ۱۲۲ مطبوعہ لاہور (۴) تہذیب الاحکام ۱/۲۸۴
(۵) قرب الاسناد صفحہ ۸ (۶) خصال لابن بابویہ ۲/۳۷
۷) کتاب الاستبصار ۱/۲۴۵ (۸) مجالس المؤمنین ۱/۲۰۴ مطبوعہ تہران
۹) مناقب آل ابی طالب ۱/۱۶۱ طبع قم ایران (۱۰) کتاب الامالی للشیخ الطوسی صفحہ ۲۷
۱۱) من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۴۰۷ (۱۲) شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ۳/۴۶۰ طبع بیروت
۱۳) مروج الذہب للمسعودی ۲/۳۳۱ (۱۴) التنبیہ والاشراف صفحہ ۲۵۵
۱۵) شرح نہج البلاغہ فارسی فیض الاسلام خطبہ ۱۴۳ صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ تہران
۱۶) تفسیر مجمع البیان ۲/۳۲۳ مطبوعہ تہران (۱۷) منہج الصادقین ۷/۳۳۲
۱۸) مسالک الافہام جلد اول کتاب النکاح مطبوعہ ایران (۱۹) اعیان الشیعہ ۳/۲۸۷ مطبوعہ بیروت ۲۰) بحار الانوار ۲۲/۱۶۶۔۱۶۷ مطبوعہ تہران (۲۱) ناسخ التواریخ ۱/۲۶۹
۲۲) چہاردہ معصوم ۱/۲۲۴ مطبوعہ تہران (۲۳) المبسوط ۴/۱۵۸ (۳۱) تنقیح المقال ۳/۷۷
۲۴) شافی اور تلخیص الشافی ۴/۵۴۔۵۵ مطبوعہ قم ایران (۲۸) مراۃ العقول ۱/۳۵۲
۳۲) ابن شہر آشوب ۱/۸۸ (۲۵) منتخب التواریخ ۱/۲۳ مطبوعہ ایران
۲۶) حیات القلوب ۲/۱۰۲۷ مطبوعہ لکھنؤ (۳۰) انوار النعمانیہ ۱/۳۶۶ مطبوعہ تبریز
(۲۷) منتہی الامال ۱/۱۲۵ مطبوعہ ایران (۲۹) ذبح عظیم صفحہ ۲۴ مطبوعہ لاہور (۳۳) اخبار ماتم صفحہ ۸۵

ہم نے اپنے اس مضمون میں حضور نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی چار صاحبزادیوں کی سوانح حیات اور کتب شیعہ سے ان چاروں کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں حق واضح ہو جانے کے بعد اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

حضور نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ ادب آموزی

{حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام غزالی قدس سرہ اس 'اصل' کے آغاز میں فرماتے ہیں: 'اے عزیز جان کہ ذریعہ عبادت بھی عبادت میں داخل ہے اور زادِ راہ بھی راہ میں شامل ہے تو راہِ دین میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ بھی دین میں سے ہے۔ چنانچہ کھانا کھانے کی ضرورت بھی راہِ دین میں داخل ہوئی، کیونکہ خدا کا دیدار سب سالکوں کا مقصود و مطلوب ہے۔ اس کا تخم علم و عمل ہے اور علم و عمل پر ہمیشگی بدن سلامت رہے بغیر محال ہے اور بدن کی سلامتی کھانے پینے کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا راہِ دین کے لئے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین ہی کا کام ہوا، اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً ترجمہ: حلال وطیب کھانے کھاؤ اور اچھے عمل کرو

کھانے اور اچھے کام کرنے کو اس آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک ساتھ بیان فرمایا تو جو کوئی اس نیت سے کھانا کھائے کہ مجھے علم و عمل کی قوت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت حاصل ہو، اس کا کھانا بھی عبادت ہوگا۔ اسی لئے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ 'مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ملتا ہے، یہاں تک کہ اس لقمے پر بھی جو وہ اپنے منہ میں رکھتا ہے یا اہل وعیال کے منہ میں'۔ یہ اس لئے فرمایا کہ ان سب کاموں سے مسلمانوں کو راہِ آخرت ہی مقصود ہوتی ہے۔ جو کھانا راہِ دین میں داخل ہے اس کی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نہ کھائے، کسب حلال سے بقدرِ ضرورت کھائے اور کھانا کھانے کے آداب ملحوظ رکھے'۔

اب یہاں کھانا کھانے کے وہ آداب جن پر حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ سختی سے عمل کراتے تھے، بیان کئے جاتے ہیں۔ نیز حدیث پاک کی روشنی میں ان کے فضائل بھی درج کئے جاتے ہیں۔ اس سے ایک مردِ کامل کی نظر میں شریعت کا احترام بھی واضح ہوگا اور دوسرے قارئین کو ان کی پابندی مزید آسان ہو جائے گی۔

1۔ ہاتھ دھونا: حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ سب درویشوں اور خادموں کو کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی تاکید فرماتے تھے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ ابھی ابھی وضو کیا ہے۔ مگر حضور اسے پھر بھی ضروری سمجھتے تھے کیونکہ یہ سنت ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے "جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت بھی وضو کرے۔ یعنی ہاتھ منہ دھولے" (ابن ماجہ)

امام غزالی فرماتے ہیں: 'پہلا (ادب) یہ ہے کہ ہاتھ منہ دھوئے کہ کھانا کھانا جب زادِ آخرت کی نیت سے ہو تو عین عبادت ہے۔ پہلے ہاتھ منہ دھونا وضو کے مانند ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے 'جو کوئی کھانے سے پہلے ہاتھ دھویا کرے گا، وہ افلاس و تنگدستی سے بے فکر رہے گا'۔ (کیمیائے سعادت۔ ترجمہ) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر انہیں کپڑے سے نہیں پونچھنا چاہئے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ یہاں تک اہتمام کراتے تھے کہ کسی شخص کو ہاتھ پونچھتے دیکھ لیتے تو دوبارہ دھلواتے۔ چنانچہ ایک بار میری موجودگی میں ایک شخص نلکے سے ہاتھ دھو کر آیا تو اپنے تہبند سے صاف کرنے لگا۔ حضور نے فرمایا 'پھر ہاتھ دھو کر آؤ' وہ دھو کر آیا تو آتے ہی ٹاٹ کی چٹائی پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضور نے پھر اس سے ہاتھ دھلوائے۔ نیز فرمایا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں تو کپڑے وغیرہ سے مس نہیں کرنے چاہئیں جب تک وہ خشک نہ ہوں۔ خشک ہونے کے بعد کوئی حرج نہیں۔

کسی دعوت پر ہوتے تو گھر والے سے درویشوں کے ہاتھ دھلواتے اور حضور سرکار لاثانی قدس سرہ الصمدانی کا یہ ارشاد سناتے 'مہمان کہیں بھی جائے، اپنا مقدر کھاتا ہے، گھر والے کو ثواب ہاتھ دھلوانے کا ملتا ہے'۔ (اس ارشاد کا اصل مقصود یہ تھا کہ میزبان میں نیاز مندی اور تواضع پیدا ہو نیز وہ اپنے آپ کو کہیں معاذ اللہ رازق نہ سمجھ بیٹھے۔)

2۔ بیٹھ کر کھانا: حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کھانا بیٹھ کر کھانے کی تلقین فرماتے اور ہمیشہ اسی کا التزام کیا، پھر بیٹھنا بھی سنت مقدسہ کے مطابق یعنی دایاں گھٹنا کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھانا اور اس پر بیٹھنا۔ پالتی مار کر بیٹھنے کو آپ کھانے کے دوران خصوصاً ناپسند فرماتے تھے۔ آخری دور میں جب دونوں پاؤں مبارک میں درد رہتا تھا، چہار زانو بیٹھتے مگر ساتھ ہی فرما دیتے کہ میرے گھٹنوں اور پاؤں میں درد ہے اس لئے مجبوراً یوں بیٹھا ہوں۔ جو تندرست ہے وہ سنت شریفہ کے مطابق بیٹھے۔

آج کل بیاہ شادیوں میں جہاں اور بہت سی بدعات داخل ہو گئی ہیں، وہاں خصوصاً کھڑے ہو کر کھانا کھانا بھی مروج ہو رہا ہے اور بڑے بڑے متدین اور علمی حضرات بھی خود کو بلند خیال اور وسیع النظر ظاہر ہونے کے لئے میزوں پر کھانا رکھ دیتے ہیں اور مہمانوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح کھرلیوں میں جانور چارہ کھاتے ہیں یہ بھی اپنے حیوانی تمدن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے ہمیشہ اس روش کو ناپسند کیا۔

3۔ سر ڈھانپ کر اور جوتے اتار کر کھانا: حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ ننگے سر اور جوتے پہن کر کھانا کھانے کو بہت برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ دربار شریف میں، کسی بھی برہنہ سری کو پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا تھا، کھانے کے دوران سخت پابندی کی جاتی تھی۔ ٹاٹ پر درویش بٹھائے جاتے، ظاہر ہے اس صورت میں جوتا پہننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر کسی کا سر سہواً ننگا ہو جاتا تو سمجھا دیا جاتا۔

4۔ مل کر کھانا: اوپر کی عبارت سے واضح ہے کہ دربار لاثانی میں خدام اور زائر سب مل کر کھانا کھاتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے

"اکٹھے ہو کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے"

سب درویشوں اور مہمانوں سے فارغ ہو کر حضور کھانا تناول فرماتے تھے۔ (چونکہ حضور بہت ہی کم کھاتے تھے بلکہ بعض اوقات بالکل نہیں کھاتے تھے، اس لئے بھی حضور دربار شریف عموماً الگ کھاتے تھے نیز اس لئے کہ نئے آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلانے میں کہیں دیر نہ ہو جائے)

5۔ دائیں طرف سے آغاز: حاضرین کی تعداد کے مطابق کھانا پلیٹوں میں منتقل ہو جاتا تو دائیں طرف سے تقسیم شروع ہوتی۔ (یہ بھی سنت شریفہ کے مطابق ہے)

6۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا: جب یہ تقسیم مکمل ہو جاتی تو تقسیم کرنے والے صاحب کہتے پڑھو بسم اللہ شریف۔ چنانچہ سب لوگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کر دیتے (اس اعلان کا فائدہ یہ بھی ہوتا کہ کوئی بھی بسم اللہ شریف کو بھول نہ سکتا۔ حدیث شریف میں ہے

''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، وہ شیطان کے لئے (وہ کھانا) حلال ہو جاتا ہے (یعنی وہ خبیث کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

7۔ دائیں ہاتھ سے کھانا: حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کسی کو بائیں ہاتھ سے کوئی چیز کھاتا پیتا دیکھتے تو حسب موقع سختی یا نرمی سے منع کر دیتے۔ حدیث پاک میں ہے۔''جب کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے'' (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے

''کوئی شخص بھی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیئے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے''۔ (مسلم شریف)

8۔ مٹی کے برتن: حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ مٹی کے برتنوں میں کھانا پینا زیادہ پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ وسیع تعداد میں مٹی کی رکابیاں موجود رہتی تھیں اور لنگر انہی میں تقسیم ہوتا تھا۔ پانی کے لئے بھی یہی استعمال ہوتی تھیں۔ حدیث پاک میں ہے

''جو اپنے گھر میں مٹی کے برتن بنواتا ہے، فرشتے اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں'' (احکام شریعت)

9۔ فضول باتوں سے پرہیز: فضول باتیں کرتے رہنا کسی وقت بھی جائز نہیں، کھانا کھاتے وقت اور بھی نامناسب ہے۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ اس سے بھی عموماً جلالی انداز سے منع کرتے تھے۔

10۔ پھونکوں سے کھانا ٹھنڈا کرنا: سخت گرم کھانا بھی آپ کو پسند نہیں تھا اور نہ اسے پھونکوں سے ٹھنڈا کرنا۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کسی کو یوں پھونکیں مارتا دیکھ لیتے تو روک دیتے۔ حدیث پاک میں ہے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں (دیلمی شریف) ایک اور حدیث پاک میں ہے

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا' کھانے پر پھونک مارنے سے اس کی برکت جاتی رہتی ہے'۔ (عوارف المعارف)

11۔ کھاتے ہوئے آواز پیدا نہ ہو: بعض لوگ اس بے احتیاطی سے لقمہ چباتے ہیں کہ چپڑ چپڑ کی مکروہ آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ اس حرکت کو بھی پسند نہ کرتے اور جو ایسا کرتا، اسے روک دیتے۔

12۔ دوسروں کے لقمے کی طرف مت دیکھو: کھانا کھانے کے دوران دوسروں کے منہ اور لقموں پر نظر جمائے رکھنا بار بار دیکھنا بھی اچھی بات نہیں۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کو یہ بری 'ادا' از حد ناگوار تھی۔ چنانچہ جو بھی مرتکب ہوتا، حضور اس پر خفا ہوتے۔ عوارف المعارف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''کھانا کھاتے وقت لقمہ چھوٹا لینا چاہئے اور اچھی طرح چبا کر کھانا چاہئے۔ اس وقت اپنے سامنے نظر رکھنی چاہئے اور دوسرے کھانے والوں کے چہروں کو نہیں تکنا چاہئے''

13۔ کھانے کا آغاز و انجام: ایک دفعہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کی محفل میں یہ بات چلی کہ کھانے کی ابتداء اور انتہا کیونکر ہو تو فرمایا' میں نے پڑھا ہے کہ 'ابتداء بھی نمک سے ہونی چاہئے اور انتہا بھی نمک سے'۔ چنانچہ

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا' اے علی! اپنے کھانے کا آغاز نمک سے کرو اور نمک ہی پر اس کو ختم

کرو۔ کیونکہ نمک ستر بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ ان میں امراضِ جنون، جذام، برص، دردِ شکم اور داڑھ کا درد بھی شامل ہیں''۔ (عوارف المعارف)

14۔ کھانے کو عیب نہ لگائیں: حضور قبلہ عالم نقشِ لاثانی قدس سرہ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا مثلاً یہ کہ مزا نہیں آ رہا یا کچا رہ گیا ہے اور نہ آپ کے سامنے کسی اور کو جرات ہوئی۔ یہی سرکارِ دوعالم معلمِ اعظم ہادیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ چنانچہ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں 'حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا، پسند ہوا تو تناول فرما لیا ورنہ چھوڑ دیا''۔ (بخاری و مسلم) ایک صحابی فرمایا کرتے تھے:

''معلوم نہیں ان دو شخصوں میں سے کونسا شخص زیادہ گناہگار ہے، ایک وہ جو ماحضر کو حقیر سمجھے، دوسرا وہ جو اپنے کھانے کو معمولی سمجھ کر اسے پیش کرنے سے کترائے۔'' (عوارف المعارف)

آپ جانتے ہیں کہ سرورِ کون و مکاں زینتِ لا مکاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جَو کے اَن چھنے آٹے کی روٹی بھی بصد شوق تناول فرما لیتے تھے (جو دوسروں کے لئے دشوار ترین ہے) پھر کسی بھی کھانے کو کیونکر عیب لگاتے۔ اسی سنت مقدسہ کے مطابق حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ بظاہر معمولی سے معمولی چیزوں کو شوق سے تناول فرماتے مثلاً دال، ساگ، مولی اور اکثر آپ غریب لوگوں کی دعوت قبول فرماتے جو زیادہ تکلف کر بھی نہیں سکتے۔ حضور شہنشاہِ لاثانی قدس سرہ نے جس سادگی اور زہد و ورع سے زندگی گزاری، اسی سادگی اور زہد و ورع کا وارث اپنے نورِ نظر کو بنا کر گئے۔ اس بارے میں حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ عورتوں کو خون کی خرابی سے بچانے کے لئے مثلاً اگر چنے اور مسور کی دال سے پرہیز کی تلقین فرماتے تو صاف کہتے 'معاذ اللہ، یہ حرام نہیں ہیں، اگر کبھی کبھار استعمال کی مجبوری ہو تو حرج بھی نہیں۔ البتہ ان کے زیادہ استعمال سے خون خراب ہو جاتا ہے'۔

15۔ بھوک کچھ ابھی باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیں: سیر ہو کر اس طرح کھانا کہ مزید کوئی گنجائش ہی نہ رہے۔ درست نہیں، چنانچہ بہتر یہ ہے کہ بھوک اچھی طرح ستائے تو کھائیں اور ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو چھوڑ دیں۔ کھانے کے بعد ڈکاریں لینا نامناسب حرکت ہے۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے مقربین کی چشم دید گواہی ہے کہ آپ نے کبھی کھانے کے بعد ڈکار نہ لی اور نہ کسی اور کی طرف سے یہ حرکت پسند تھی۔ بعض دفعہ سخت لفظوں میں ٹوک دیتے تھے۔ ایک بار، میرے سامنے کی بات ہے، ایک شخص نے کھانا کھا کر ڈکار لی تو فرمایا 'کڑے کی آواز نکالنی ہو تو پہلے ہی کم کھانا چاہئے'۔ حدیث پاک میں بھی سخت وعید ہے۔

16۔ انگلیاں اور برتن چاٹنا: کھانے کے بعد حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ انگلیاں چاٹتے اور خدام کو بھی یہی ارشاد تھا۔ برتن کا ایک حصہ تو خوب صاف کرتے تھے اور باقی بطور تبرک عزیزوں کی دلجوئی کے لئے رہنے دیتے تھے۔ انگلیوں اور برتن چاٹنے کے بارے میں ارشادِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ملاحظہ کیجئے

''جو رکابی کو اور اپنی انگلیاں چاٹ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں آسودہ رکھتا ہے''

ایک اور جگہ ارشادِ پاک ہے

''جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا، وہ برتن اس کے لئے استغفار کرے گا'' (ابنِ ماجہ شریف)

ایک اور حدیث پاک میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرماتے ہیں

'پیالہ بھر کھانا تصدق کرنے سے مجھے پیالہ چاٹ لینا زیادہ محبوب ہے'' (مسند حسن بن سفیان)

دربار شریف میں ان احادیث مبارکہ پر بڑے اہتمام سے عمل ہوتا تھا۔ الحمد للہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ انگلی سے یا زبان سے چاٹنے والے کی حوصلہ افزائی کے طور پر تعریف بھی فرماتے تھے۔ دربار لاثانی میں یہ بھی تعلیم تھی کہ کھانے کے بعد اپنے اپنے برتن دھوئیں۔ بعض درویش پیالہ دھوکر پانی پی لیتے تھے۔ اس بارے میں امام غزالی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ جو کھانے کا برتن دھوکر پی لے، اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

دانتوں کی صفائی کے لئے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ اور آپ کے غلام ہمیشہ لکڑی کے باریک سے تنکے کے ساتھ خلال فرماتے تھے، گویا درج ذیل حدیث پاک پر عمل تھا۔

''جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔' (ابوداؤد شریف) (ماچس کا بارود اکھاڑ کر اسکے تنکے سے خلال کرنا جائز نہیں کیونکہ مال کی بربادی منع ہے)

17۔ ہاتھ منہ دھونا اور دعاء شکر: جس طرح کھانے سے پہلے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ ہاتھ منہ دھوتے اور دھلاتے تھے، یونہی کھانا کھانے کے بعد بھی یہی معمول تھا۔ (یہ عمل عین حدیث پاک کے مطابق ہے۔) حضور نقشِ لاثانی کے ساتھ کھانے کا شرف حاصل کرنے والے جانتے ہیں کہ آپ بڑے اہتمام سے صابن وغیرہ کا استعمال کر کے انگلیوں سے چکنائی دور کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں محسنِ کائنات علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کا فرمانِ عالی شان سنئے:

''جو کوئی رات اس حال میں گزارے کہ اس کے ہاتھ چکنائی سے آلودہ ہوں، اس نے ہاتھ نہ دھویا ہو اور پھر اسے کوئی اذیت پہنچے تو اس کو اپنے نفس کو ملامت کرنی چاہئے'' (عوارف المعارف)

ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے ہاتھ منہ نہ پونچھے جائیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے، کاغذ سے پونچھنا بھی منع ہے۔ ہاں تولیہ استعمال کریں۔ میرے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے ہمیشہ یونہی کیا۔

آخر میں ہمیشہ دعا کرتے اور شکر خداوندی بجالاتے۔ ہم نے ایک بار بھی نہیں دیکھا کہ حضور نقشِ لاثانی نے کھانے سے فارغ ہوکر دعا نہ کی ہو عموماً درج ذیل الفاظ ہوتے ہیں (جو حدیث پاک سے ثابت ہیں)

الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا وجعلنا من المسلمین (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، حصن حصین)

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا اب اس شکر کی فضیلت سنئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعم الشاکر کالصائم الصابر (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ترجمہ: کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی طرح ہے۔

......☆☆☆......

یااللہ عزوجل　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا محمد ﷺ

مشائخ قادریہ آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات پاکستان کا سالانہ

عرس مبارک

بتاریخ 24,23 نومبر 2011 بروز بدھ، جمعرات

خصوصی دعا و خطاب قبلہ صاحبزادہ صاحب 24 نومبر بعد از نماز ظہر

بمقام: آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات پاکستان

زیر صدارت

عالمی مبلغ اسلام، پیر طریقت، رہبر شریف، حضرت

علامہ **پیر حیدر شاہ** قادری

جادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ

ڈھوڈا شریف

زیر نگرانی

پروردۂ آغوش ولایت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت

علامہ پیر **محمد احمد** قادری قاسمی

آستانہ عالیہ قادریہ قاسمیہ

ڈھوڈا شریف

......﴿نوٹ﴾......

عرس پاک کی روحانی محافل میں ملک بھر سے جید علماء کرام، مشائخ عظائم، قراُ حضرات نعت خوانان اور عوام الناس شرکت کرتے ہیں۔ آپ بھی ان روحانی محافل میں شرکت فرما کر اپنے قلب وروح کو تسکین بخشیں۔ نیز بزرگان دین کے ایصال ثواب کیلئے زیادہ سے زیادہ قرآن پاک، درود شریف، وظائف اوراذکار وغیرہ پڑھ کر ساتھ لائیں اور ملکی حالات کے پیش نظر اپنے شناختی کارڈ بھی ساتھ لائیں۔ شکریہ۔

القاسم ٹرسٹ

آستانہ عالیہ قاسمیہ قادریہ ڈھوڈا شریف

منصوبہ جات: ☆ دینی و دنیاوی تعلیم کیلئے مدارس۔ ☆ سکولز اور کالجز کا قیام۔ ☆ مریدین وعقیدت مندوں کی تربیت کیلئے ماہانہ تربیتی پروگرام اور سالانہ اجتماعی پروگرام کا انعقاد۔ ☆ اولڈ ہومز کا قیام۔ ☆ آستانہ عالیہ مسجد کی توسیع

اندازاً تخمینہ 4 کروڑ روپے

الداعی الی الخیر: شعبہ نشر واشاعت عالمی انجمن قادریہ قاسمیہ پاکستان 0300-6229094,0053-3653211

Monthly Mujallah
AL-HAQIQA
November 2011
Reg.No. C.P.L.169